

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	باب البدعات والرسوم (بدعات اور رسومات کا بیان)	
۲۳	بدعت کی تعریف.....	۱
۲۵	فرض، سنت، بدعت وغیرہ کی تعریف.....	۲
۲۷	سنت و بدعت کی تعریف و تقسیم.....	۳
۳۱	بدعت کی تقسیم.....	۴
۳۲	ایضاً.....	۵
۳۲	بدعت کی اقسام.....	۶
۳۶	ایضاً.....	۷
۳۶	کیا غیر ثابت چیزیں بھی خیر ہیں؟.....	۸
۳۷	جمع قرآن اور تراویح وغیرہ کیا بدعت ہیں؟.....	۹

۳۹	سنی، حنفی، وہابی کی تعریف	۱۰
۴۳	وہابی کی تعریف	۱۱
۴۶	وہابی کون ہے؟	۱۲
۴۸	کیا تارک فرائض سنی کھلانے کا حقدار ہے؟	۱۳
۴۹	کسی کام کو کسی کی سنت کہنا	۱۴
۵۰	مستی پر اصرار	۱۵
۵۰	ایضاً	۱۶
۵۳	اصلاح کی نیت سے بدعات میں شرکت	۱۷
۵۴	اصلاح کی نیت سے بدعتیوں کے ساتھ امام صاحب کی کھانے میں شرکت	۱۸
۵۶	بدعتی سے میل جول	۱۹
۵۷	رضا خانیوں کے ساتھ معاملہ	۲۰
۵۸	بدعتی اور تبع سنت عالم کے پرکھنے کا طریقہ	۲۱
(مروجہ فاتحہ خوانی اور ختم کا بیان)		
۶۰	فاتحہ مروجہ	۲۲
۶۱	ایضاً	۲۳
۶۲	کتاب ”آزر جندی“ کی حقیقت اور فاتحہ	۲۴
۶۸	کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کا ثبوت نہیں	۲۵
۶۹	شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ	۲۶
۷۰	دفن کے بعد مکان پر مخصوص فاتحہ	۲۷
۷۱	قل پنجایت اور فاتحہ	۲۸
۷۲	ختم کے بعد کھانا	۲۹
۷۲	یسین شریف کا ختم	۳۰

۷۳ وظیفہ سورہ یسین کے ختم پر شیرینی	۳۱
۷۴ ختم قرآن پر دعوت	۳۲
۷۵ ایمان کے شکر میں ختم	۳۳
۷۶ ختم خواجگان پر دوام برائے حصول مقصد	۳۴
۷۶ ختم قرآن پر منہائی	۳۵
۷۸ ختم قرآن کے دن جہنمیاں لگانا	۳۶
۷۸ ختم قرآن میں چراغاں	۳۷
۷۹ مخصوص طور پر ختم اور مسجد میں کھانا کھلانا اور چھینا جھینا	۳۸
۸۰ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مزارات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قرآن خوانی	۳۹
۸۱ میت کے لئے ایک لاکھ کلمہ طیبہ	۴۰
۸۳ ختم میں سوالا کھ کی تعداد	۴۱
۸۵ ایصالِ ثواب وغیرہ کے ختم قرآن پر شیرینی	۴۲
۸۶ ایصالِ ثواب کے لئے مجلس	۴۳
۸۷ ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ و دن کی تعیین	۴۴
۸۹ غیر مسلم کو ثواب پہنچانا	۴۵
۸۹ ایصالِ ثواب پر چائے پیش کرنا	۴۶
۸۹ ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ مقرر کرنا	۴۷
۹۱ ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ متعین کرنا، اوقات مدرسہ میں مدرسین اور طلبہ کا ایصالِ ثواب کرنا	۴۸
۹۱ ایصالِ ثواب کو اخبار میں شائع کرنا	۴۹
۹۳ ایصالِ ثواب کرنے والوں کو کچھ ہدیہ دینا	۵۰
۹۴ مروجہ طریقہ پر ایصالِ ثواب	۵۱
۹۶ ایصالِ ثواب پر کھانا	۵۲
۹۶ کسی دوسرے مقام پر جا کر ایصالِ ثواب کرنا اور کھانا	۵۳

۵۴	ایصالِ ثواب کے لئے دن کی تعیین	۹۷
۵۵	ایصالِ ثواب کے کھانے کا مستحق کون ہے؟	۹۷
(مروجہ صلاۃ و سلام کا بیان)		
۵۶	”صلی اللہ علیک یا رسول اللہ“ کا ثبوت	۱۰۱
۵۷	اذان کے بعد کچھ کلمات نصیحت	۱۰۲
۵۸	اذان سے پہلے درود شریف پڑھنا	۱۰۳
۵۹	ایضاً	۱۰۴
۶۰	ختم تراویح کے بعد ”الصلوۃ والسلام یا آدم صغی اللہ“ پڑھنا	۱۰۴
۶۱	تراویح کے بعد مخصوص انبیاء پر مخصوص درود پڑھنا	۱۰۵
۶۲	بعد نماز جمعہ مروجہ صلوۃ و سلام	۱۰۷
۶۳	فجر کی سنت سے قبل صلاۃ و سلام	۱۰۹
۶۴	کسی نماز کے بعد حمد و صلوۃ حلقہ بنا کر پڑھنا	۱۰۹
۶۵	صلوۃ و سلام پڑھنے کا طریقہ	۱۱۱
۶۶	بعد نماز فجر و عصر درود شریف جبراً پڑھنا	۱۱۵
۶۷	درود شریف وعظ میں زور سے پڑھنا	۱۱۵
۶۸	وعظ میں بلند آواز سے سامعین کا درود شریف پڑھنا	۱۱۶
۶۹	مجلس وعظ میں درود شریف جبراً پڑھنا	۱۱۷
۷۰	اجتماعی درود شریف جبراً پڑھنا	۱۱۸
۷۱	آواز سے صلوۃ و سلام	۱۱۸
۷۲	ہر نماز کے بعد درود شریف پڑھنا	۱۱۹
۷۳	نماز کے بعد سلام پڑھنا	۱۱۹

۱۲۰	باتھ باندھ کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا.....	۷۴
۱۲۱	ہر جمعرات کو مختل درود شریف اور شیرینی.....	۷۵
۱۲۲	درود تاج.....	۷۶
۱۲۲	ایک مخصوص من گھڑت درود.....	۷۷
۱۲۳	درود لکھی وغیرہ کی تعریف.....	۷۸
۱۲۳	ایک درود شریف.....	۷۹
۱۲۴	ایک خاص درود شریف کے فضائل.....	۸۰
۱۲۵	روضہ اقدس کے فوٹو پر درود و سلام.....	۸۱
۱۲۶	نماز کے بعد نقشہ مسجد نبوی کی طرف رخ کر کے درود شریف پڑھنا.....	۸۲
۱۲۷	درود و ذکر کے لئے دن، عدد متعین کرنا.....	۸۳
۱۲۸	جمعہ کے دن بعد عصر درود شریف کی تعیین و ترغیب.....	۸۴
۱۳۱	اسم مبارک سن کر، یا پڑھ کر، درود شریف پڑھنا اور اس کی قضاء.....	۸۵
۱۳۲	اسم مبارک سن کر درود شریف.....	۸۶
۱۳۲	لفظ ”نبی کریم“ اور اس پر درود شریف.....	۸۷
۱۳۲	درود میں لفظ ”سیدنا“.....	۸۸
۱۳۵	درود میں ”آل“ کا مصداق.....	۸۹
۱۳۶	صلوٰۃ و سلام کسی بھی نبی پر.....	۹۰
۱۳۶	درود شریف دوبارہ پڑھنا مکروہ نہیں.....	۹۱
۱۳۷	گنبد خضرا کو دیکھتے ہی صلوٰۃ و سلام.....	۹۲
۱۳۸	عشاء کے بعد روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام.....	۹۳
۱۳۸	محراب مسجد پر ایک مخصوص طغری.....	۹۴
۱۳۹	درود کی عبارت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غوث پاک کا نام لکھنا.....	۹۵

(فرائض اور عیدین کے بعد مصافحہ کا بیان)

۱۴۱	مصافحہ دونوں ہاتھوں سے یا ایک سے؟.....	۹۶
۱۴۲	مصافحہ بعد نماز.....	۹۷
۱۴۳	مصافحہ بعد العیدین.....	۹۸
۱۴۶	نماز عید کے بعد مصافحہ.....	۹۹
۱۴۷	ایضاً.....	۱۰۰
۱۴۷	عید ملنا.....	۱۰۱
۱۴۸	ایضاً.....	۱۰۲
۱۴۹	مصافحہ بعد الفجر والعصر.....	۱۰۳
۱۵۳	نماز جمعہ سے پہلے بعض رسوم اور بعد میں مصافحہ.....	۱۰۴

(اذان کے وقت انگوٹھے چومنے کا بیان)

۱۵۶	اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا.....	۱۰۵
۱۵۷	اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا.....	۱۰۶
۱۵۸	اذان کے بعد انگوٹھا چومنا.....	۱۰۷
۱۵۸	انگوٹھے چومنا اور حیلہ استقاط.....	۱۰۸
۱۵۹	اذان میں انگوٹھے چومنا.....	۱۰۹
۱۶۲	بوقت اذان تقبیل ابہامین.....	۱۱۰

(میلا دوسیرت کی محافل اور عرس کا بیان)

۱۶۵	محفل میلا د.....	۱۱۱
۱۶۹	مجلس میلا د مروجہ.....	۱۱۲
۱۷۲	میلا د کا خاص طریقہ.....	۱۱۳
۱۷۶	مولود شریف.....	۱۱۴

۱۷۹	ساگرہ اور میلاد شریف.....	۱۱۵
۱۸۰	بطرز موسیقی میلاد شریف پڑھنا.....	۱۱۶
۱۸۱	مجلس میلاد کے منکرات تفصیلاً اور وعظ پر اجرت.....	۱۱۷
۱۸۶	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم.....	۱۱۸
۱۸۸	کیا مجلس میلاد شریف تمام ارکان کا بدل ہے؟.....	۱۱۹
۱۸۹	گیارہویں اور میلاد کی ابتداء.....	۱۲۰
۱۹۱	قیام میلاد کو روکنا.....	۱۲۱
۱۹۱	قیام میلاد کا تفصیلی حکم.....	۱۲۲
۲۰۳	قیام میلاد کی شرعی حیثیت.....	۱۲۳
۲۱۲	قیام میلاد کا حکم.....	۱۲۴
۲۱۸	محرم، ربیع الاول، ربیع الثانی وغیرہ میں وعظ کا خصوصی اہتمام.....	۱۲۵
۲۱۸	سیرت کا نفرنس کے جلے.....	۱۲۶
۲۱۹	ربیع الاول کا جلوس.....	۱۲۷
۲۲۱	بارہ ربیع الاول کو مدح صحابہ کا جلوس.....	۱۲۸
۲۲۲	۱۰/محرم، ۱۲/ربیع الاول کو کاروبار بند کرنا.....	۱۲۹
۲۲۲	وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہڑتال.....	۱۳۰
۲۲۳	حضرت غوث الاعظم کی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری.....	۱۳۱
۲۲۴	دس محرم کو مسجد میں مجلس.....	۱۳۲
۲۲۴	عرس.....	۱۳۳
۲۲۷	عرس وغیرہ.....	۱۳۴
۲۳۰	بدعات متعلقہ قبور عرس وغیرہ.....	۱۳۵
۲۳۴	عرس کرنا اور زیارت قبور کے لئے سفر.....	۱۳۶
۲۳۶	ولادت، وفات پر خوشی اور غم، عرس، قوالی وغیرہ.....	۱۳۷

۲۴۰	اذان گا چھی صاحب کا عرس	۱۳۸
۲۴۳	عرس، قوالی، طبلہ، سارنگی بجانا	۱۳۹
۲۴۴	اصلاح کی نیت سے عرس میں شرکت	۱۴۰
۲۴۵	مدرسہ چلانے کے لئے مجلس میلاد میں شرکت	۱۴۱
۲۴۵	مجذوب کی قبر پر عرس	۱۴۲
۲۴۶	قوالی اور عرس کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ کی طرف	۱۴۳
۲۴۷	قوالی اور پختہ قبر وغیرہ	۱۴۴
۲۴۸	مجلس شہادت	۱۴۵
۲۵۰	جلسہ میں غزل و نعت پڑھنا	۱۴۶
۲۵۱	جس جلسہ کی وجہ سے نماز فجر فوت ہو جائے، اس میں شرکت	۱۴۷
۲۵۱	خلفائے اربعہ کے ایام ولادت کی تعطیل	۱۴۸
(مخصوص ایام کی مروج بدعات کا بیان)		
۲۵۳	اعمال شب برأت	۱۴۹
۲۵۴	شب برأت کی بعض نمازیں	۱۵۰
۲۵۵	شب برأت میں غروب آفتاب کے بعد چالیس دفعہ ”لا حول اھ“ کا ورد	۱۵۱
۲۵۵	مخصوص طرز پر آٹھ رکعات	۱۵۲
۲۵۵	مخصوص طرز پر چار رکعت	۱۵۳
۲۵۶	بچہ کا دودھ بخشوانا اور شب برأت میں کھانا تقسیم کرنا	۱۵۴
۲۵۶	شب برأت کو عرفہ بنانا	۱۵۵
۲۵۸	شب برأت میں قبروں پر روشنی اور اگر بتی	۱۵۶
۲۵۸	متبرک راتوں میں چراغاں کرنا	۱۵۷
۲۶۳	شب برأت اور شب قدر میں مسجدوں کو سجانا	۱۵۸
۲۶۴	دس محرم کو مٹھائی لا کر گھر میں تقسیم کرنا	۱۵۹

۲۶۴	شب برآءت اور اس کے اعمال	۱۶۰
۲۶۷	شب برآءت میں تہجد کی نماز باجماعت	۱۶۱
۲۶۷	شب برآءت کی رسمیں	۱۶۲
۲۶۸	شب برآءت کا حلوہ	۱۶۳
۲۶۹	لیلۃ القدر اور لیلۃ البرآءت میں چراماں کرنا	۱۶۴
۲۷۰	متبرک راتوں میں بیداری کے لئے اجتماع	۱۶۵
۲۷۱	متبرک راتوں میں عبادت کے لئے جمع ہونا	۱۶۶
۲۷۲	عاشورہ محرم کے خصوصی اعمال	۱۶۷
۲۷۳	صلوۃ العاشورہ	۱۶۸
۲۷۴	یوم عاشورہ کی خصوصیات	۱۶۹
۲۷۵	صلوۃ الرغائب	۱۷۰
۲۷۶	محرم کی بدعت شنیعہ	۱۷۱
۲۷۶	محرم کی رسوم	۱۷۲
۲۷۷	محرم کا شربت	۱۷۳
۲۷۸	صفر کے آخری چار شنبہ کو منہائی تقسیم کرنا	۱۷۴
۲۸۰	رجب کا روزہ، کونڈہ	۱۷۵
۲۸۱	۲۲/ رجب کے کونڈوں کی حقیقت	۱۷۶
۲۸۲	رجب کی روٹی	۱۷۷
۲۸۳	شب معراج کے اعمالِ مرہجہ	۱۷۸
۲۸۵	ایک مخصوص مشرکانہ رسم	۱۷۹
۲۸۶	رسم پر عمل	۱۸۰
۲۸۷	بچہ کو چالیسویں دن مسجد میں لانے کی رسم	۱۸۱

۲۸۷	چالیس روز بچہ کو مسجد میں بھیج کر سجدہ کرانا.....	۱۸۲
۲۸۸	حج کو جانے والے کو نعروں کے ساتھ رخصت کرنا.....	۱۸۳
۲۸۹	کیا کسی مسجد میں چار سال مغرب کی نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے؟.....	۱۸۴
۲۹۰	بسم اللہ خوانی کی تقریب.....	۱۸۵
۲۹۰	بسم اللہ خوانی کے لئے عمر کی تعیین.....	۱۸۶
۲۹۰	بچوں کی روزہ کشائی.....	۱۸۷
۲۹۱	بچہ کا دودھ بخشوانا.....	۱۸۸
۲۹۱	دودھ بخشوانا.....	۱۸۹
۲۹۲	محراب مسجد میں ایک مخصوص طغریٰ اور اس کا استلام.....	۱۹۰
۲۹۲	طغریٰ کے سامنے امام کا کھڑا ہونا.....	۱۹۱
۲۹۲	محراب سے طغریٰ کو ہٹانا.....	۱۹۲
(دفع مصائب کے لئے بعض اعمال کا بیان)		
۲۹۵	دفع مصائب کے لئے ختم بخاری شریف اور سوالا کھ کا ختم.....	۱۹۳
۲۹۶	مصیبت کو دفع کرنے کے لئے صدقہ کرنا.....	۱۹۴
۲۹۷	رفع وبا کے لئے اذان.....	۱۹۵
۲۹۸	دفع وبا و بلا کے لئے اذان دینا.....	۱۹۶
۲۹۸	جنات کے دفعیہ کے لئے خنزیر کی بھیجٹ چڑھانا.....	۱۹۷
۳۰۰	دفع بلا کے لئے بھیجٹ.....	۱۹۸
۳۰۱	دفع مشکلات کے لئے پرندوں کو دانہ ڈالنا.....	۱۹۹
۳۰۱	دفع بلا کے لئے چیلوں کو گوشت ڈالنا.....	۲۰۰
۳۰۱	دفع وبا کے لئے تعزیہ کی نذر.....	۲۰۱

کتاب العلم

ما يتعلق بطلب العلم

(طلب علم کا بیان)

۲۰۲	علم ضروری کیا ہے؟	۳۰۳
۲۰۳	کیا علم دین سیکھنے کے لئے عربی سیکھنا ضروری ہے؟	۳۰۳
۲۰۴	علم باطن کیا ہے؟	۳۰۵
۲۰۵	کثرت عبادت بہتر ہے، یا تحصیل علم شریعت؟	۳۰۵
۲۰۶	والدین کا علم دین حاصل کرنے سے روکنا	۳۰۶
۲۰۷	والدین کی مرضی کے خلاف علم دین کے لئے سفر کرنا	۳۰۷
۲۰۸	علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین کی تشریح	۳۰۸
۲۰۹	کیا عقل کو شرعی دلائل میں دخل ہے؟	۳۱۰
۲۱۰	تعلیم کا مقصد	۳۱۰
۲۱۱	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوڑا ہاتھ میں لے کر بازار میں مسائل کی تعلیم دینا	۳۱۱
۲۱۲	اجماع کی حجیت	۳۱۲
۲۱۳	فقہی جزئیات کا مقام بحیثیت اولہ	۳۱۳
۲۱۴	نصوص شرعیہ سے متعلق چند معلومات	۳۱۴
۲۱۵	مسائل فقہیہ میں تعارض کے وقت ترجیح کا طریقہ	۳۱۴
۲۱۶	مخلوق کی پیدائش کس ترتیب سے ہے؟	۳۱۵
۲۱۷	مسائل کے لئے استخارہ	۳۱۶
۲۱۸	نہ جاننے والے کو لا علم کہنا	۳۱۷
۲۱۹	ایضاً	۳۱۷

۳۱۸	۲۲۰	عالم دین کو کوتاہی پر ٹوکنا
۳۱۹	۲۲۱	جس چیز کے کئی رکن ہوں تو کیا ہر رکن کو ادا کرنا ضروری ہے؟
۳۱۹	۲۲۲	انسان میں عناصر اربعہ
۳۲۰	۲۲۳	قبلہ و کعبہ وغیرہ بعض خطابات کا حکم
(علمی اصطلاحات اور عبارات کا حل)			
۳۲۰	۲۲۴	فرض واجب وغیرہ کی تعریف
۳۲۲	۳۲۵	فقہاء کے یہاں ”درست نہیں“ اور ”مکروہ تحریمی“ کا مطلب
۳۲۳	۲۲۶	صاحب ہدایہ نے ”قال العبد الضعیف“ کیوں کہا؟
۳۲۴	۲۲۷	الفاظ ”ثویبہ، عرب العربیہ، ضرار“ کی تحقیق
۳۲۵	۲۲۸	”حفظ الایمان“ اور کلمہ سے متعلق حضرت تھانوی پر اعتراض
۳۲۶	۲۲۹	مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کی کتاب ”صراط مستقیم“ کی عبارت پر اعتراض
۳۳۰	۲۳۰	”صراط مستقیم“ کی عبارت پر اعتراض کا جواب
۳۳۳	۲۳۱	”حفظ الایمان“ کی عبارت پر غلط فہمی کا ازالہ
۳۳۵	۲۳۲	”تقویۃ الایمان“ کی عبارت پر اعتراض
۳۳۸	۲۳۳	تقویۃ الایمان“ کی ایک عبارت پر اشکال کا جواب
۳۳۹	۲۳۴	”نور الانوار“ کی عبارت پر خلجان
۳۴۰	۲۳۵	۷۸۶ کا عدد تسمیہ کا قائم مقام نہیں ہے
۳۴۰	۲۳۶	حاشیہ پر ”۱۲“ کا مطلب
۳۴۱	۲۳۷	اللہ تعالیٰ کے لئے تعظیمی لفظ بولنے سے جمع کا شبہ
۳۴۱	۲۳۸	اختتام مجلس کی دعا میں واحد کے صیغہ کو جمع سے پڑھنا
۳۴۲	۲۳۹	لفظ ”حضور“ کا استعمال
۳۴۳	۲۴۰	لازم کو متعدی بنانے کا طریقہ
۳۴۳	۲۴۱	”غزیر العلم“ کے معنی

۲۴۲	روشن ضمیر کا مطلب کیا ہے؟	۳۴۴
۲۴۳	”اعلیٰ حضرت“ لقب کا حکم	۳۴۵
۲۴۴	”سید، مولیٰ، عبد“ کے معانی	۳۴۵
۲۴۵	معذور اور مجبور میں فرق	۳۴۸
۲۴۶	روزِ شرعی اور لغوی کی تعریف	۳۴۸
۲۴۷	عبادت و اطاعت میں فرق	۳۴۹
(فتویٰ کا بیان)		
۲۴۸	قاضی اور مفتی میں فرق	۳۵۱
۲۴۹	”ظاہر الروایۃ“ کے خلاف فتویٰ	۳۵۲
۲۵۰	شامی دیکھ کر فتویٰ دینا	۳۵۳
۲۵۱	جابل مفتی	۳۵۴
۲۵۲	غیر مستند عالم کا فتویٰ دینا	۳۵۵
۲۵۳	غیر مجتہد اور غیر مفتی کا فتویٰ دینا	۳۵۶
۲۵۴	بغیر علم کے مسئلہ بتانا اور حدیث کی طرف منسوب کرنا	۳۵۷
۲۵۵	غیر عالم کا مسئلہ بتانا	۳۵۸
۲۵۶	غیر عالم کو مسائل بتانے سے روکنا	۳۵۹
۲۵۷	غلط فتویٰ دینا اور فتویٰ کو نہ ماننا	۳۶۰
۲۵۸	غلط واقعہ بیان کر کے فتویٰ لینا	۳۶۲
۲۵۹	کیا عالم کے ذمہ ہر سوال کا جواب ضروری ہے؟	۳۶۳
۲۶۰	لامذہب کے سول کا جواب	۳۶۴
۲۶۱	اگر امام عالم نہ ہو، تو مسئلہ کس سے پوچھیں؟	۳۶۵
۲۶۲	جہاں سے سہولت متوقع ہو، وہاں سے فتویٰ پوچھنا	۳۶۵
۲۶۳	مباحلہ	۳۶۶

۲۶۴	اختلاف کے وقت کس قول پر عمل ہو؟	۳۶۸
۲۶۵	غیر مفتی بہ قول کو اختیار کرنا	۳۶۹
۲۶۶	شیعہ کے سوال کا جواب کس طرز پر ہونا چاہیے؟	۳۷۱
۲۶۷	فتویٰ کی تائید میں کسی مولوی کا جھوٹ موٹ نام	۳۷۲
۲۶۸	اپنی ذات سے متعلق سوال سے مفتی کا جواب سے معذرت کرنا	۳۷۳
(تعلیم نسواں کا بیان)		
۲۶۹	تعلیم نسواں	۳۷۵
۲۷۰	کیا تعلیم لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے ہے	۳۷۶
۲۷۱	بے پردگی کی حالت میں عورتوں کو تعلیم دینا	۳۷۶
۲۷۲	لڑکیوں کی تعلیم	۳۷۷
۲۷۳	لڑکیوں کے لئے تعلیم	۳۷۸
۲۷۴	مدرسہ میں لڑکیوں کی تعلیم	۳۷۹
۲۷۵	کتنی عمر کی بچی مدرسہ میں پڑھ سکتی ہے؟	۳۸۰
۲۷۶	لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانا	۳۸۱
۲۷۷	لڑکے اور لڑکیوں کا ہندی، انگریزی تعلیم کا ممبر بننا	۳۸۲
۲۷۸	کتابۃ النساء	۳۸۳
۲۷۹	نیم عریاں لباس اسکول میں لڑکیوں کو تعلیم دینا	۳۸۵
۲۸۰	پردہ نشین لڑکی کے لئے طبیہ کالج میں داخلہ	۳۸۶
۲۸۱	عورتوں کو حیض پردہ میں رکھ کر وفاق کے مسائل بتانا	۳۸۷
۲۸۲	دنیوی تعلیم کے نتائج	۳۸۸
۲۸۳	معلمین کے ساتھ معلمات کا تقرر اور سیانے بچے، بچیوں کی مخلوط تعلیم	۳۸۹
۲۸۴	نرسری اسکول اور عیسائی معلمات	۳۸۹
۲۸۵	اسکول میں ترانہ	۳۹۶

۲۸۶	دوسرے سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنا	۳۹۷
	باب مایتعلق بالقرآن الکریم	
	(تفسیر کا بیان)	
۲۸۷	شرائط تفسیر	۳۹۸
۲۸۸	تفسیر و تاویل میں فرق	۳۹۸
۲۸۹	کیا قرآن میں نسخ و منسوخ ہیں؟	۳۹۹
۲۹۰	کیا حکم قرآنی حدیث سے منسوخ ہو سکتا ہے؟	۴۰۶
۲۹۱	آیت منسوخہ کی تلاوت کا حکم	۴۰۹
۲۹۲	نسخ کی تفصیل اور حکمت	۴۱۰
۲۹۳	آیت قطب	۴۱۳
۲۹۴	سبع آیات	۴۱۳
۲۹۵	آیت الکبریٰ کہاں تک ہے؟	۴۱۴
۲۹۶	پانچ وقت کی نماز کا حکم کس پارے میں ہیں؟	۴۱۵
۲۹۷	حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق دو آیتوں میں تعارض	۴۱۶
۲۹۸	حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کی نافرمانی میں فرق	۴۱۷
۲۹۹	حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی حالت	۴۱۸
۳۰۰	استخلاف فی الارض کا وعدہ	۴۲۰
۳۰۱	وعید کی آیتیں زیادہ ہیں، یا وعدہ کی بشارتیں؟	۴۲۲
۳۰۲	"أطیعوا الله وأطیعوا الرسول" کا مطلب	۴۲۲
۳۰۳	"اسجدوا لآدم" کا خطاب کیا شیطان کو بھی ہے؟	۴۲۳
۳۰۴	"یسبح لله ما فی السموات والأرض" کی تشریح	۴۲۴
۳۰۵	"من لم یحکم بما أنزل الله" کی تفسیر	۴۲۵

۳۰۶	غیر اللہ کو حاکم بنانے سے متعلق تفصیلات، چند آیات کی تفسیر	۲۲۶
۳۰۷	تفسیر "استوی"	۲۲۹
۳۰۸	تشریح "اقراء"	۲۳۰
۳۰۹	تفسیر "لا یمسہ الا المطہرون"	۲۳۲
۳۱۰	"لیس للإنسان الا ماسعی"	۲۳۳
۳۱۱	"ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ" کا مطلب	۲۳۷
۳۱۲	"إن الذین آمنوا والذین ہادوا والنصارى" پر اشکال اور اس کا جواب	۲۴۱
۳۱۳	"جاعل الذین اتبعوک" کی تفسیر	۲۴۲
۳۱۴	"إن الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر" کا مطلب	۲۴۵
۳۱۵	"وما تشاء وھی الا أن یشاء اللہ" کا مطلب	۲۴۵
۳۱۶	"لأن شکرتم لأزیدنکم" کا مطلب	۲۴۶
۳۱۷	حضرت مسیح علیہ السلام کی فضیلت "کلمتہ" اور "روح منہ" سے	۲۴۷
۳۱۸	"قال: ہى عصای" کی عجیب تفسیر و تشریح	۲۵۱
۳۱۹	"أرض" کی جمع قرآن کریم میں کیوں نہیں؟	۲۵۲
۳۲۰	"یوم ندعوا کل أناس بامامہم" کی تفسیر	۲۵۶
۳۲۱	اللہ تعالیٰ کو وکیل کیسے بنایا جائے؟	۲۵۷
۳۲۲	کیا مغفرت، فتح سے مربوط ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ کس چیز میں ہے؟	۲۵۸
۳۲۳	حیات طیبہ کون سی زندگی ہے؟	۲۵۹
۳۲۴	"وقت شام" سے کیا مراد ہے؟	۲۵۹
۳۲۵	قرآن پاک میں نبیوں کے لئے جو الفاظ آئے ہیں ان کا مفہوم	۲۶۰
۳۲۶	دعا کے الفاظ والی صفات کیا نبی میں تھیں؟ (نعوذ باللہ)	۲۶۰
۳۲۷	کیا "تبت ید اہی لہب" کو سنا ہے؟	۲۶۳
۳۲۸	قرآن کریم میں تحریف کی علامات اور دلائل	۲۶۵

۴۷۴	تفسیر قرآن ذاتی مطالعہ سے.....	۳۲۹
۴۷۵	شرح جامی پڑھنے والے کا تفسیر بیان کرنا.....	۳۳۰
۴۷۷	ہجر جمیل کیا ہے؟.....	۳۳۱
۴۷۷	رحمۃ للعالمین کا مؤمنین کے ساتھ قرب معیت، ایک آیت کی تفسیر بالرائے.....	۳۳۲
۴۷۸	کفار پر غصہ زیادہ ہے یا مسلمان پر؟.....	۳۳۳
۴۷۹	تفسیر مودودی اور تفسیر حقانی اور قرآن فہمی کے لئے مفید تفسیر.....	۳۳۴
۴۸۰	”اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے گندی چیز منگنا“ اسرائیلیات میں سے ہے.....	۳۳۵
	(تجوید اور ترتیب قرآنی کا بیان)	
۴۸۱	قرآءات سبعہ بھی منقول ہیں، محدث نہیں.....	۳۳۶
۴۸۱	حسن قرآءات کی محفلوں کا حکم.....	۳۳۷
۴۸۳	کیا لہجہ سیکھنا حرام ہے؟.....	۳۳۸
۴۸۵	”وقف زعفران“ کا مطلب.....	۳۳۹
۴۸۶	کیا ہر آیت پر وقف کیا جائے؟.....	۳۴۰
۴۸۶	سورہ قدر میں ”امر“ یا ”سلام“ پر وقف.....	۳۴۱
۴۸۷	تحقیق ”ضاد“.....	۳۴۲
۴۹۱	”نون قطنی“ کے ساتھ نماز.....	۳۴۳
۴۹۲	معروف و مجہول کا تلفظ.....	۳۴۴
۴۹۳	بعض آیات میں وارد ہمزات پڑھنے کا طریقہ.....	۳۴۵
۴۹۴	زیر، زیر، پیش.....	۳۴۶
۴۹۵	غیر قرآن کو قرآءات کے ساتھ پڑھنا.....	۳۴۷
۴۹۵	قرآن پاک میں اعراب اور کتب حدیث و فقہ کی تدوین.....	۳۴۸
۴۹۵	حرکات و نقاط قرآن میں کب سے ہیں؟.....	۳۴۹

۴۹۶	تدبر اور بلا تدبر تلاوت میں فرق.....	۳۵۰
۴۹۷	جواب امر بھی مجزوم ہوتا ہے.....	۳۵۱
۴۹۷	قرآن کریم کی سند.....	۳۵۲
۴۹۸	قرآن کریم کی ترتیب عثمانی.....	۳۵۳
۴۹۹	پارہ عم کی طباعت خلاف ترتیب.....	۳۵۴
۵۰۳	سورتوں کی ترتیب توقیفی ہے.....	۳۵۵
۵۰۴	کیا قرآن کریم کے چالیس پارے ہیں؟.....	۳۵۶
۵۰۴	قرآن کریم کے چالیس پارے ماننے والے کا حکم.....	۳۵۷
۵۰۵	سورہ فاتحہ کس پارہ کا جز ہے؟.....	۳۵۸
۵۰۶	کتب سماویہ کی زبان.....	۳۵۹
۵۰۷	غیر عربی میں قرآن کریم لکھنا.....	۳۶۰
۵۰۹	اردو میں قرآن پاک پڑھنا.....	۳۶۱
۵۱۰	ترجمہ قرآن بغیر عربی عبارت کے.....	۳۶۲
۵۱۰	قرآن کریم ہندی میں لکھنا.....	۳۶۳
۵۱۱	اُڑیہ زبان میں قرآن وحدیث کا لکھنا.....	۳۶۴
(حفظ قرآن کا بیان)		
۵۱۳	حفظ قرآن اور ختم فرض ہے، یا سنت؟.....	۳۶۵
۵۱۳	کیا قرآن کریم حفظ کرنا مفید نہیں، منسر ہے؟.....	۳۶۶
۵۱۴	جس کو کلام پاک کچا یاد ہو، کیا وہ بھی بخشش کرائے گا؟.....	۳۶۷
۵۱۵	کیا حافظ کو غیر حافظ پر فوقیت ہے؟.....	۳۶۸
۵۱۶	بستی میں کوئی حافظ نہیں.....	۳۶۹
۵۱۶	قرآن شریف بھول جانے پر وعید.....	۳۷۰
۵۱۷	قرآن پاک حفظ کر کے بھول جانا.....	۳۷۱

۵۱۷	درجہ حفظ سے انگریزی تعلیم میں جانا.....	۳۷۲
	(آداب قرآن کا بیان)	
۵۲۰	قرآن پاک کو بے وضوء چھونا کیسا ہے؟.....	۳۷۳
۵۲۰	معلم معذور کا قرآن کریم کو بلا وضوء ہاتھ لگانا.....	۳۷۴
۵۲۱	طلبہ کا بے وضوء قرآن پڑھنا.....	۳۷۵
۵۲۲	بے وضوء بچوں کو قرآن کریم دینا.....	۳۷۶
۵۲۲	ریاحی مریض کے لئے قرآن کا چھونا.....	۳۷۷
۵۲۳	بلا وضوء قرآن کریم لکھنا.....	۳۷۸
۵۲۳	بلا وضوء کتب تفسیر کو ہاتھ لگانا.....	۳۷۹
۵۲۴	ایضاً.....	۳۸۰
۵۲۵	بے وضوء غسل کتابیں پڑھنا.....	۳۸۱
۵۲۵	بے وضوء قرآن پاک چھونے اور بے غسل مسجد میں جانے کی توبہ سے معافی.....	۳۸۲
۵۲۶	حمائل شریف لئے ہوئے بیت الخلاء جانا.....	۳۸۳
۵۲۷	قرآن کریم کی طرف پشت کرنا.....	۳۸۴
۵۲۷	قرآن شریف کی طرف پاؤں پھیلانا.....	۳۸۵
۵۲۸	جس کمرہ میں قرآن پاک ہو، اس کمرہ میں بیوی سے ہمبستری کرنا.....	۳۸۶
۵۲۸	ایک شخص چار پائی پر بیٹھے اور دوسرا شخص نیچے قرآن پاک کی تلاوت کرے.....	۳۸۷
۵۲۹	زینہ کے قریب بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنا.....	۳۸۸
۵۲۹	کرسی پر بیٹھنا، جب کہ قرآن کریم نیچے رکھا ہو.....	۳۸۹
۵۳۰	کرسی پر بیٹھ کر تعلیم قرآن کریم.....	۳۹۰
۵۳۰	استاد کرسی پر بیٹھے اور بچے ٹاٹ پر، اس کا کیا حکم ہے؟.....	۳۹۱
۵۳۱	نیچران کا کرسی پر بیٹھنا جب کہ وہی کتب نیچے ہوں.....	۳۹۲

۳۹۳	قرآن پاک کو چومنا.....	۵۳۲
۳۹۴	تقبیل قرآن کریم.....	۵۳۲
۳۹۵	تقبیل مصحف.....	۵۳۲
۳۹۶	قرآن کریم کو بغیر تلاوت کے چومنا.....	۵۳۲
۳۹۷	قبرستان میں قرآن کریم لے جانا.....	۵۳۲
۳۹۸	ریشم کا جزدان قرآن پاک کے لئے.....	۵۳۵
۳۹۹	اخبارات میں قرآن پاک کی آیات اور ترجمہ شائع کرنا.....	۵۳۵
۴۰۰	خط میں "بسم اللہ" لکھنا.....	۵۳۶
۴۰۱	قرآن کریم کلینڈر اور اخبار میں چھپوانا.....	۵۳۷
۴۰۲	خط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہو، اس کا ادب.....	۵۳۸
۴۰۳	جن خطوط پر قرآنی آیات کے مطالب لکھے ہوں، ان کو کیا کیا جائے؟.....	۵۳۹
۴۰۴	دینی تحریر کی بے ادبی کے خیال سے اس خدمت کو چھوڑ دینا.....	۵۳۹
۴۰۵	خط لکھنے کے بعد اس کو مٹی سے خشک کرنا.....	۵۴۰
۴۰۶	دست خوان، یا مصلیٰ پر آیات یا اسمائے الہیہ لکھنا.....	۵۴۱
۴۰۷	اگر غلطی سے قرآن کریم گر جائے، تو کیا کرے؟.....	۵۴۲
۴۰۸	بوسیدہ قرآن کریم کو کیا کیا جائے؟.....	۵۴۲
۴۰۹	بوسیدہ قرآن کریم کو جلانا.....	۵۴۳
۴۱۰	قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانا.....	۵۴۴
۴۱۱	دفن کے لئے بوسیدہ قرآن کریم کو لپیٹ کر رکھ دینا بے ادبی نہیں.....	۵۴۵
۴۱۲	قرآن کریم کو گراموفون میں بھرنا اور سننا کیسا ہے؟.....	۵۴۶
۴۱۳	قرآن کریم کو گراموفون میں بھرنا اور اس کی تجارت کرنا.....	۵۴۷
۴۱۴	قرآن کریم کی آلات لہو اور ریڈیو میں تلاوت کرنا.....	۵۴۸
۴۱۵	ریڈیو میں قرآن پاک کا پڑھنا.....	۵۴۹

۵۵۰	کیسٹ کے ذریعے قرآن پاک پڑھنا.....	۴۱۶
	(آداب تلاوت و بیان)	
۵۵۱	منبر کے پہلے درجہ پر قرآن پاک رکھ کر پڑھنا.....	۴۱۷
۵۵۱	مجبوراً لیٹے ہوئے تلاوت قرآن کریم.....	۴۱۸
۵۵۲	برہنہ سر تلاوت.....	۴۱۹
۵۵۲	تلاوت قرآن کریم بازار میں جہرا اور مسجد میں سرا.....	۴۲۰
۵۵۳	متعدد لوگوں کا بیک وقت جہرا قرآن پاک پڑھنا.....	۴۲۱
۵۵۴	چند آدمیوں کا قرآن کریم کو جہرا پڑھنا.....	۴۲۲
۵۵۵	قرآن خوانی میں قرآن کریم زور سے پڑھنا چاہیے، یا آہستہ سے؟.....	۴۲۳
۵۵۶	لوگوں کی رعایت میں قرآن سُنا کر پڑھنا.....	۴۲۴
۵۵۷	بوقت مطالعہ تلاوت کرنا.....	۴۲۵
۵۵۷	کیا تلاوت کی وجہ سے کسی کے وظیفہ کو روکا جائے؟.....	۴۲۶
۵۵۸	جلسہ کی ابتداء کلام پاک سے.....	۴۲۷
۵۶۰	سیاسی غیر مسلم ہندوؤں کی آمد پر قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعہ مجلس کا افتتاح.....	۴۲۸
۵۶۱	تلاوت کے وقت سر ہلانا.....	۴۲۹
۵۶۱	اتک اٹک کر قرآن شریف پڑھنے والے کا اجر.....	۴۳۰
۵۶۲	تلاوت کا ثواب زیادہ ہے یا تحیۃ المسجد کا؟.....	۴۳۱
۵۶۳	دس دفعہ ”قل هو اللہ احد اھ“ پڑھنے سے جو مکان جنت میں ملے گا، کیا اس میں بیوی بچے بھی ساتھ ہوں گے؟.....	۴۳۲
۵۶۳	تمباکو والا پان منہ میں رکھ کر تلاوت کرنا.....	۴۳۳
۵۶۴	دنیاوی غرض کے لئے ذکر و قرآن پر بھی اجر ہے.....	۴۳۴
۵۶۷	مصیبت کا علاج قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی رکھنا.....	۴۳۵
۵۶۷	قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور ”بسم اللہ“ پڑھنا.....	۴۳۶

۴۳۷	ایک شب میں قرآن کریم ختم کرنا.....	۵۶۸
۴۳۸	ختم قرآن پر دعوت.....	۵۷۰
۴۳۹	مکان کی تعمیر پر قرآن کریم ختم کرنا.....	۵۷۱
۴۴۰	نابالغ سے ختم کرانا.....	۵۷۲
۴۴۱	تلاوت کا ثواب پڑھنے والے کو بھی ملتا ہے.....	۵۷۳
۴۴۲	قبرستان میں قرآن کریم لے جانا اور پڑھ کر ثواب پہنچانا.....	۵۷۴
۴۴۳	غیر مسلم کو قرآن پاک کی تعلیم دینا.....	۵۷۵
۴۴۴	انگریز کو قرآن شریف کی تعلیم دینا.....	۵۷۵
۴۴۵	غیر مسلم کو قرآن و فقہ کی تعلیم دینا.....	۵۷۶
(المتفرقات)		
۴۴۶	قرآن افضل ہے یا سید؟.....	۵۷۷
۴۴۷	غلاف قرآن اور غلاف کعبہ میں کون افضل ہے؟.....	۵۷۸
۴۴۸	شیطان قراءت قرآن پر قادر نہیں.....	۵۷۹
۴۴۹	کیا ملائکہ تلاوت قرآن کرتے ہیں؟.....	۵۸۰
۴۵۰	کیا مسلمان قرآن کریم کو نہیں سمجھتا.....	۵۸۲
۴۵۱	قرآن کریم میں سائنس کی بحث.....	۵۸۳
۴۵۲	فالنامہ قرآن پاک میں کیوں ہے؟.....	۵۸۴
☆☆☆		

باب البدعات والرسوم

(بدعات اور رسومات کا بیان)

بدعت کی تعریف

سوال [۷۷۳]: بدعت کے کیا معنی ہیں، بدعتِ حسنہ اور بدعتِ منکرانہ کی تعریف بحوالہ حدیث و دلائل چند مثالیں دے کر جوابات مرحمت فرمائیں۔ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس چیز پر شریعت نے ثواب نہ بتایا ہو اس کو ثواب سمجھ کر کرنا بدعت ہے (۱) چاہے وہ چیز کوئی فعل ہو (۲) یا کسی فعل کی بیست ہو یا زمان مکان یا عدد وغیرہ کی کوئی قید ہو (۳) مثلاً میت کو قبر میں رکھ کر اس پر عرق گلاب وغیرہ چھڑکنا (۴) نماز جنازہ کے بعد مستقلاً اجتماعی حیثیت سے سب کو روک کر دعاء کرنا (۵)، نماز کے

(۱) (رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام: ۱/ ۵۶۰، ایچ ایم سعید)

(و البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة: ۱/ ۶۱۱، رشیدیہ)

(و کذا فی التفسیر فی المذہب الحنفی، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة، ص ۲۷۲ دار الکلم الطیب بیروت)

(۲) "و كذلك كل محدث قولاً أو فعلاً لم يتقدم فيه متقدم، فإن العرب تسميه مبتدعاً". (تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۲۲۲، مکتبہ دار السلام ریاض)

(۳) "وما ذاك (أي، كون الفعل بدعة) إلا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضع". (رد المحتار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی دفن الميت: ۲/ ۲۳۵، سعید)

(۴) قال العلامة العيني: "و كذا ما يفعله أكثر الناس من وضع ما فيه رطوبة من الرياحين والبقول و ونحوها على القبور ليس بسوء، وإنما السنة الغرر". (عمدة القاری: ۳/ ۱۸۰، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله، دار الكتب العلمية)

(۵) "لا يقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنائز". (خلاصة الفتاوى، کتاب الصلوٰۃ، الجنس الآخر فی صلوٰۃ الجنائز: ۱/ ۲۲۵، أمجد اکیدمی لاہور)

بعد مصافحہ یا معاقتہ کرنا (۱)، کھانا سامنے رکھ کر ثواب پہنچانے کے لئے مخصوص سورۃ یا آیتوں کی تعین کرنا (۲) میلاد شریف کے نام پر مخصوص تاریخ میں مجلس منعقد کرنا (۳) اس میں صلوٰۃ وسلام کے لئے قیام کرنا وغیرہ وغیرہ (۴)۔ حدیث شریف میں ہے: ”من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد الخ“ (۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۸/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۵/۸/۹۰ھ۔

(۱) ”وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع أن المصافحة سنة، وما ذاك إلا لكونها لم تؤثر في خصوص هذا الموضع، فالمواظبة عليها فيه توهم العوام بأنها سنة فيه“۔ (رد المحتار، کتاب الجنائز، مطلب فی دفن الميت : ۲/۲۳۵، و کتاب الحظر والإباحة، باب الإستبراء وغيره : ۶/۳۸۱، سعید)

(۲) ”این طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، و نہ در زمان خلفاء، بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر اند، منقول نہ شد، و این را ضروری دانستن مذموم است“۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ الفتاویٰ، أبواب الجنائز : ۱/۱۹۵، امجد اکیڈمی)

(۳) ”إن عمل المولد بدعة لم يقل به ولم يفعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم والخلفاء والأئمة“۔ (کذا فی الشرعة الإلهیة، بحوالہ راہ سنت، ص : ۱۶۳، مکتبہ صفدریہ)

”قد اتفق علماء المذاهب الأربعة بدم هذا العمل“ (القول المعتمد، بحوالہ راہ سنت، ص : ۱۶۵، مکتبہ صفدریہ)

(۴) ”وإن العادات من حيث هي عادية لا بدعة فيها، ومن حيث يتعبد بها أو توضع وضع التعمد، تدخلها البدعة“۔ (الإعتصام : ۲/۹۸، دار الفکر، ص : ۳۸۵، دار المعرفة)

وفی الاعتصام أيضاً: ”منہ وضع الحدود والتزام کیفیات والہینات المعینۃ، والتزام العبادات المعینۃ فی أوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلک التعین فی الشریعۃ“ (فصل فی تعریف البدع الخ : ۱/۳۹، دار الفکر، و ص : ۲۵، ۲۶، دار المعرفة بیروت لبنان)

(۵) (رواہ البخاری فی کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور فهو مردود : ۱/۳۷۱ قدیمی) (وابن ماجہ فی مقدمتہ، باب اتباع سنة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص : ۳، میر محمد کتب خانہ)

فرض، سنت، بدعت وغیرہ کی تعریف

سوال [۷۷۴]: فرض، واجب، سنت مؤکدہ، مستحب، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، بدعت کی تعریف کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

- فرض: جس کے کرنے کا حکم دلیل قطعی سے ثابت ہو (۱)۔
 واجب: جس کے کرنے کا حکم دلیل ظنی سے ثابت ہو (۲)۔
 سنت مؤکدہ: جس پر مواظبت ثابت ہو (إلا أحياناً) (۳)۔

(۱) "والشيء الفرض ما ثبت لزومه بدليل قطعي، ويكفر جاحده"، (حاشية سعد الله على الهداية على هامش فتح القدير، كتاب الطهارة: ۱۳/۱ مصطفى البابي مصر)
 "الفرض ما ثبت بدليل قطعي"، (العناية على الهداية على هامش فتح القدير، كتاب الطهارة: ۱۸/۱ مصطفى البابي)

"الفرض القطع والتقدير لغة، وفي الشرع ما ثبت بدليل لا شبهة فيه"، (المغنى في أصول الفقه، فصل في العزيمة والرخصة، ص: ۸۳، جامعہ أم القرى مکہ المکرمہ)
 (۲) "الواجب من الوجوب، وهو السقوط... وفي الشرع: إسم لما لزم بدليل فيه شبهة"، (المغنى في أصول الفقه، ص: ۸۳، جامعہ أم القرى مکہ المکرمہ)

(۳) "والذي ظهر للعبد الضعيف أن السنة ما واطب عليه النبي صلى الله عليه وسلم، لكن إن كانت لامع الترك، فهي دليل السنة المؤكدة، وإن كانت مع الترك أحياناً، فهي دليل غير المؤكدة"، (رد المحتار، كتاب الطهارة، أركان الوضوء: ۱۰۵/۱، سعيد)

"وقال: سنة الهدى هي التي واطب عليها النبي صلى الله عليه وسلم تعبدًا وابتغاء مرضات الله تعالى مع الترك مرة أو مرتين بلا عذر، أو لم يترك أصلاً ولكنه لم ينكر على التارك"، (قمر الأقيمار حاشية نور الأنوار، ص: ۱۲۷، سعيد)

(وكذا في حاشية اللكنوى رحمه الله تعالى على الهداية، كتاب الطهارة: ۱۷/۱، مكتبة شرکت علمیه)
 (وكذا في فتح القدير، كتاب الطهارة: ۲۱/۱، مصطفى البابي الحلبي، مصر)

- سنت غیر مؤکدہ: جس کو گاہے گاہے کیا گیا ہو (۱) یہی مستحب بھی ہے (۲)۔
 حرام: جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو (۳)۔
 مکروہ تحریمی: جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو (۴)۔
 مکروہ تنزیہی: جو مستحب کے مقابلہ میں ہو (۵) یعنی جس کا نہ کرنا شرعاً پسندیدہ ہو (۶)۔
 بدعت: جو چیز دین نہ ہو اس کو دین سمجھنا (۷) تفصیل کتب اصول میں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
 حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

(۱) "والذی ظہر للعبد الضعیف أن السنة ما واطب علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وإن كانت مع التبرک أحياناً فہی دلیل غیر المؤکدة" (رد المحتار، کتاب الطہارۃ: ۱۰۵/۱ ایچ ایم سعید)

(۲) "وقد یطلق علیہ (أی علی المستحب) اسم السنة" (رد المحتار، کتاب الطہارۃ: ۴۰۵/۱، سعید کراچی)

(۳) قال ابن عابدین: "قال فی الہدایۃ: إلا أنه لما لم یجد فیہ نصاً قاطعاً، لم یطلق علیہ لفظ الحرام، فإذا وجد نصاً، یقطع القول بالتحريم" (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحۃ: ۳۳۷/۶، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الکراہیۃ: ۳۳۰/۸، رشیدیہ)

(و کذا فی الہدایۃ، کتاب الکراہیۃ: ۳۵۰/۳، امدادیہ ملتان)

(۴) "فالمکروه تحریماً فیثبت بما یثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت" (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحۃ: ۳۳۷/۶، سعید)

(۵) "فالمکروه خلاف المندوب" (البحر الرائق، کتاب الکراہیۃ: ۳۳۰/۸، رشیدیہ)

(۶) "وأما المکروه کراہۃ تنزیہ، فإلی الحل أقرب اتفاقاً" (الدر المختار). وقال ابن عابدین تحته: "بمعنی أنه لا یعاقب فاعله أصلاً، لكن یتاب تارکہ أدنی ثواب لأن المکروه تنزیہاً کما فی

المنح: مرجعه إلی ترک الأولى" (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحۃ: ۳۳۷/۶، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الکراہیۃ: ۳۳۰/۸، رشیدیہ)

(۷) (راجع، ص: ۳۲، رقم الحاشیۃ: ۳، ۲، سیأتی تخریجہ من رد المحتار، باب الإمامۃ: ۵۶۰/۱، سعید، تحت عنوان: "بدعت کی تقسیم")

سنت و بدعت کی تعریف و تقسیم

سوال [۷۷۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سنت کے صحیح معنی کیا ہیں اور سنت کس کو کہتے ہیں؟ شرعی حیثیت سے سنت کی تعریف کیا ہے؟ سنت کے اقسام اور اس کی تفصیل کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کریں؟

۲..... ”بدعت“ کے صحیح معنی کیا ہیں اور بدعت کس کو کہتے ہیں؟ شرعی حیثیت سے بدعت کی تعریف کیا ہے؟ بدعت کے اقسام اور اس کی تفصیل کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کریں؟
السائل: یم، ین، جاوید چام راج نگر، ۱۵/ اگست/ ۵۰ء۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

۱..... ”سنت“ کے معنی لغت میں طریقے کے ہیں، خواہ اچھا ہو، خواہ خراب ہو (۱) چنانچہ حدیث شریف میں سنت حسنہ اور سنت سیئہ دونوں وارد ہیں (۲)۔
اصطلاحی تعریف یہ ہے:

”طريقة مسلوكة في الدين بقول أو فعل من غير لزوم ولا إنكار على تاركها، وليست خصوصية، اهـ“.

(۱) ”والسنة لغة الطريقة ولو سيئة“ (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ۶۴، قديمی)
وقال ابن عابدين: ”أما هي لغة، فالطريقة مطلقاً ولو قبيحة“ (رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السنة و تعريفها: ۱/ ۱۰۴، سعيد)

(۲) ”وهو ما رواه مسلم في حديث طويل، فيه: ”قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”من سنّ في الإسلام سنة حسنة، فله أجرها وأجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجزائهم شيء، ومن سنّ في الإسلام سنة سيئة، كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء“ (كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمره الخ: ۱/ ۳۲۷، قديمی)

(والنسائي في الزكاة، باب التحريض على الصدقة: ۱/ ۳۵۶، قديمی)

(و جامع الأصول: ۶/ ۳۵۷، رقم: ۴۴۶۳، دار إحياء التراث العربی)

(و ذكره ابن عابدين في مقدمة رد المحتار: ۱/ ۵۸، سعيد)

فوائد قیود یہ ہیں:

”فقولنا: ”طريقة الخ“ كالجنس يشمل السنة وغيرها، وقولنا: ”من غير لزوم“ فصل خرج به الفرض، و”بلا إنكار“ أخرج الواجب، وقولنا: ”ولست خصوصية“ خرج به ما هو من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم كصوم الوصال اهـ“ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۳۵) (۱)۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”إعلم أن المشروعات أربعة أقسام: فرض، و واجب، و سنة، و نفل، فما كان فعله أولى من تركه مع منع الترك إن ثبت بدليل قطعي ففرض، أو بظني فواجب، و بلا منع الترك إن كان مما واطب عليه الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم أو الخلفاء الراشدون من بعده فسنة، وإلا فمندوب و نفل“ ۱/۷۰ (۲)۔

سنت کی دو قسمیں ہیں:

”والسنة نوعان: سنة الهدى: وتركها يوجب إساءة و كراهة كالجماعة والأذان والإقامة ونحوها، و سنة الزوائد: وتركها لا يوجب ذلك كسير النبي عليه الصلوة والسلام في لباسه و قيامه و قعوده اهـ“، شامی (۳)۔

سنت کا حکم یہ ہے:

”قال القهستاني: حكمها كالواجب في المطالبة في الدنيا إلا أن تاركه يعاقب وتاركها

(۱) حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوء، ص: ۶۴، قدیمی

(۲) (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، أركان الوضوء: ۱/۱۰۲، سعید)

وفی المغنی فی أصول الفقه: ”وہی نوعان: سنة أخذها هدى و تركها ضلال والثانية: أخذها هدى و تركها لا بأس به الخ“ (فصل فی العزيمة والرخصة، ص: ۸۵-۸۶، جامعہ أم القرى مكة المكرمة)

(۳) (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، أركان الوضوء: ۱/۱۰۳، سعید)

يعاتب اهد. وفي الجوهرية عن القنية: تاركها فاسق وجاحدها مبتدع. وفي التلويح: ترك السنة المؤكدة قريب من الحرام، يستحق به حرمان الشفاعة؛ لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: "من ترك سنتي، لم يتل شفاعتى اهد" (۱)۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں سنن وضو کی بحث میں لکھا ہے:

"السنة: لغة الطريقة ولو سيئة، واصطلاحاً: الطريقة المسلوكة في الدين من غير لزوم على سبيل المواظبة. وهي المؤكدة، إن كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم تركها أحياناً، وأما التي لم يواظب عليها فهي المندوبة اهد" (۲)۔

مؤكدہ کی مثال میں طحطاوی فرماتے ہیں:

"كالأذان والإقامة والجماعة والسنن الرواتب والمضمضة والاستنشاق ويلقبونها بسنة الهدى: أي أخذها هدى وتركها ضلالة: أي أخذها من تكميل الهدى: أي الدين، ويتعلق بتركها كراهة وإساءة"۔

پھر غیر مؤکدہ کی مثال میں لکھا ہے:

"كالأذان المنفرد، وتطويل القراءة في الصلوة فوق الواجب، ومسح الرقبة في الوضوء، والقيام، وصلوة، وصوم، وصدقة تطوع، ويلقبونها بالسنة الزوائد، وهي المستحب والمندوب

(۱) حاشية الطحطاوى على المراقى، كتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء، ص: ۶۳، قديمى

(و كذا في رد المحتار كتاب الطهارة، أركان الوضوء، مطلب في السنة وتعريفها: ۱/۱۰۳، سعيد)

(۲) (مراقى الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في سنن الوضوء، ص: ۶۳، قديمى)

تنبیہ: عبارت طحطاوی کی نہیں بلکہ مراقی الفلاح کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(و كذا في رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السنة وتعريفها: ۱/۱۰۳، سعيد)

(والعناية شرح الهداية على هامش فتح القدير: ۱/۲۰، مصطفى البابى مصر)

(والمعنى في أصول الفقه، باب النهى، فصل في العزيمة والرخصة، ص: ۸۵، جامعة أم القرى مكة

المكرمة)

والأدب من غير فرق بينها عند الأصوليين اهـ" (۱)۔

اس کے بعد اصطلاح فقہاء کے اعتبار سے مندوب و مستحب کا کچھ فرق بیان کر کے لکھا ہے: "والأولى ما عليه الأصوليون" (۲)۔

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستقل رسالہ سنت کی تحقیق میں ہے جس کا نام ہے "تحفة الأخيار فی إحياء سنة سيد الأبرار" (۳) اس میں بہت سی تعریفات سنت کی نقل کی ہیں۔

۲۔ "بدعت" کے معنی نئی چیز جو پہلے سے نہیں تھی، لغت ہرنی چیز کو بدعت کہتے ہیں، اصطلاح میں بدعت کی تعریف یہ ہے:

"ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل ديناً قوياً وصرافاً مستقيماً اهـ" شامی: ۳۷۷/۱ (۴)۔

(۱) (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی سنن الوضوء، ص: ۶۴ قدیمی)

و فی المغنی فی أصول الفقه: "كصلوة العيد والأذان والجماعة"، (فصل فی العزیمۃ والرخصۃ، ص: ۸۵، جامعۃ أم القرى مکة المکرمۃ)

(۲) (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح، کتاب الطہارۃ، فصل فی سنن الوضوء، ص: ۶۵، قدیمی)

(۳) علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "تحفة الأخيار بإحياء سنة سيد الأبرار" میں سنت کی بائیس تعریفات نقل کی ہیں لیکن ہر ایک پر کسی نہ کسی حد میں رد کیا ہے، اس کے بعد ان بائیس تعریفات کے علاوہ ایک اور تعریف علامہ ابن عابدین شامی سے نقل کی ہے اور اس پر کوئی رد نہیں کیا ہے

فقہال: "وقال ابن عابدين الشيخ محمد أمين في "رد المحتار": ما كان فعله أولى من تركه مع منع الترك، إن ثبت بدليل قطعي ففرض، أو بظني فواجب، وبلا منع إن كان مما واطب عليه الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم أو الخلفاء الراشدون من بعد، فسنة، وإلا فمندوب انتهى" (ص: ۸۴، مکتب المطبوعات الإسلامیہ بحلب)

(۴) (رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الإمامۃ: ۵۶۰/۱، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الإمامۃ: ۶۱۱/۱، وشیدہ)

اس تعریف کے اعتبار سے بدعت ہمیشہ سیدہ اور ضالہ ہی ہوتی ہے، البتہ معنی لغوی کے اعتبار سے کبھی حسنہ بھی ہوتی ہے:

”فقد تكون (أى البدعة) واجبة كنصب الأدلة للرد على أهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنة، و مندوبة كإحداث نحور باط و مدرسة و كل إحسان لم يكن فى الصدر الأول، ومكروهة كزخرفة المساجد، ومباحة كالنوسع بلذيد المآكل و المشارب والثياب كما فى شرح الجامع الصغير للمناوى (۱) عن تہذیب النووی، ومثله فى الطريقة المحمدية للبرکلی اھـ“ شامی (۲)۔

اس باب میں ”طریقہ محمدیہ“ اور اس کی شروح ”الحدیقۃ الندیہ“ و ”الدرر البریقۃ“ اور ”المدخل“ اور ”الاعتصام“ مبسوط کتابیں ہیں، جن میں بدعات پر تفصیلی بحث کی ہے اور بدعات پر کافی رد کیا ہے اور محققانہ دلائل پیش کئے ہیں۔ نیز اردو میں ”برائین قاطعہ“ لا جواب ہے جس میں بدعات کا قلع قمع کیا ہے اور ایسے زرین اصول و ضوابط بیان کئے ہیں کہ جن پر امور محدثہ کو بسہولت منطبق کیا جاسکتا ہے کہ یہ بدعات محرمہ ضالہ کی حدود میں داخل ہیں یا نہیں اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے کو بدعت حسنہ و سیدہ کے امتیاز میں بڑی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، مظاہر علوم سہارنپور، کیم / ذی قعدہ / ۱۴۱۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔

بدعت کی تقسیم

سوال [۷۷۶]: بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۱) (فیض القدیر شرح الجامع الصغير لعبد الرؤوف المناوى: ۱۱/۵۵۹۳، مکتبہ نزار مصطفى

الباز ریاض)

(۲) (رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعید)

الجواب حامداً ومصلياً :

شرعاً بدعت کی صرف ایک قسم ہے یعنی سیئہ، وہ کسی طرح جائز نہیں (۱)، جن لوگوں نے کوئی تقسیم کی ہے وہ لغت کے اعتبار سے ہے، وہ تقسیم شامی (۲) اور فتاویٰ حدیثیہ (۳) وغیرہ میں ہے۔ فقط۔

ایضاً

سوال [۷۷۷]: بدعت کی تقسیم جو بعض کتابوں میں نظر آتی ہے اس تقسیم کا موجد کون ہے؟ اگر بالفرض بدعت حسنہ و سیئہ وغیرہ سے تقسیم ثابت ہو تو: ”کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار“ (۴) قول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیماً کا کیا جواب ہوگا؟

(۱) ”ما أحدث علی خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، و جعل ديناً قوياً و صراطاً مستقيماً“ (رد المحتار، کتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۵۶۰، سعید)

(۲) ”فقد تكون (أى البدعة) واجبة كنصب الأدلة على أهل الفرق الضالة، و تعلم النحو المفهم للكتاب والسنة، و مندوبة كإحداث نحو رباط و مدرسة و كل إحسان لم يكن فى الصدر الأول، و مكروهة كزخرفة المساجد، و مباحة كالتوسع بلذیذ المآكل و المشارب و الثياب كما فى شرح الجامع الصغير للمتاوى عن تهذيب النووى، و مثله فى الطريقة المحمدية للبرکلى“ (رد المحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۶۰، سعید)

(و كذا فى روح المعانى: ۲۷/ ۱۹۲، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

(۳) ”قال العز بن عبد السلام: البدعة ... و تنقسم إلى خمسة أحكام: يعنى الوجوب و الندب الخ ... فمن البدع الواجبة: تعلم النحو الذى يفهم به القرآن و السنة، و من البدع المحرمة: مذهب نحو القدريّة، و من البدع المندوبة: إحداث نحو المدارس و الاجتماع لصلوة التراویح، و من البدع المباحة: المصافحة بعد الصلوة، و من البدع المكروهة: زخرفة المساجد و المصاحف الخ“

(الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيثمى، ص: ۲۰۳، مطلب فى تفريق البدعة الخ، قديمى)

(۴) (رواه النسائي بهذا اللفظ مرفوعاً فى العيدين، باب كيف الخطبة: ۱/ ۲۳۴، قديمى)

(و فىض القدير شرح الجامع الصغير: ۳/ ۱۴۴، رقم: ۱۶۰۴، مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

الجواب حامداً ومصلحاً:

شامی باب الامامة میں بدعت کی قسمیں بیان کی ہیں (۱) علامہ عز بن عبد السلام سے منقول ہے (۲)، تراویح کی یکجائی جماعت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے "نعمت البدعة" (۳)، اس وجہ سے سید حسنہ کی تقسیم کی گئی ہے ورنہ بدعت حسنہ درحقیقت معنی لغوی کے اعتبار سے بدعت ہے، نہ معنی شرعی کے اعتبار سے، اس لئے "کلی بدعة ضلالة" (۴) میں بدعت شرعیہ وسیدہ مراد ہے اور جس چیز کو بدعت حسنہ کہا جاتا ہے وہ ضلالہ نہیں بلکہ مسلوکہ فی الدین ہے اور معین فی الدین ہے یعنی وہ احداث فی الدین نہیں ہے بلکہ احداث للدين ہے۔ تفصیل دیکھنا چاہیں تو براہین قاطعہ (۵) الاعتصام (۶) المدخل (۷) ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ سبحانہ العلیہ۔

حررہ: العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱۰/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۰/۹۰ھ۔

(۱) (تقدم تحریجہ من رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، سعید)

(۲) (والبحر الرائق کتاب الصلوۃ، باب الإمامة: ۱/۶۱۱، رشیدیہ)

(۳) "قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد: البدعة إما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله، (إلى أن قال) وما أحدث من الخير مما لا يحالف شيئاً من ذلك (أى الكتاب والسنة) فليس بمذموم، وقال عمر رضي الله تعالى عنه في قيام رمضان: "نعمت البدعة" الخ "مراقبة المفاتيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة: ۱/۳۶۸، رشیدیہ)

(۴) (رواه البخاری فی حدیث طویل فی الصوم، باب فصل من قام رمضان: ۱/۲۶۹، قدیمی)

(۵) (رواه مسلم، فی الجمعة، فصل فی خطبة الجمعة: ۱/۲۸۴، ۲۸۵، قدیمی)

(۶) (وابن ماجه فی المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، ص: ۶، قدیمی)

(۷) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "براہین قاطعہ" میں بدعت حسنہ وسیدہ کی تحقیق مکمل تفصیل سے کی ہے (ص: ۳۵، ۳۶، دارالاشاعت کراچی)

(۸) علامہ شاہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "و مما یورد فی هذا الموضع أن العلماء قسموا البدع بأقسام أحكام الشريعة الخمسة، ولم يعدوها قسماً واحداً مذموماً، فجعلوها منها ما هو واجب ومندوب و =

بدعت کی اقسام

سوال [۷۷۸]: بدعت کی کل کتنی قسمیں ہیں تحریر فرمائیں؟

فجر کی نماز میں جو: ”الصلوة خیر من النوم“ پڑھتے ہیں اور جو تراویح پڑھتے ہیں، یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے اور یہ بھی بدعت ہے اور کلام اللہ شریف حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک جگہ جمع کیا گیا یہ بھی بدعت ہے، زید کا ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس بدعت کی حدیث شریف میں مذمت آئی ہے وہ صرف ایک ہی قسم ہے: ”کل بدعة ضلالة، وکل ضلالة فی النار“ (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

”الصلوة خیر من النوم“ اذان فجر میں کہنا حدیث سے ثابت ہے یہ بدعت نہیں ہے (۲) تراویح

= مباح و مکروہ و محرم قسم: واجب، و هو ما تناولته قواعد الوجود و أدلتہ من الشرع
القسم الثاني: المحرم، و هو کل بدعة تناولها قواعد التحريم و أدلتہ من الشريعة
الثالث: أن من البدع ما هو مستدوب إليه، وهو ما تناولته قواعد النذب و أدلتہ كصلوة التراويح
القسم الرابع: بدعة مكروهة، وهي ما تناولته أدلة الكراهة القسم الخامس: البدع المباحة، وهي ما تناولته أدلة الإباحة و قواعدها من الشريعة. (الإعتصام للإمام الشاطبي، باب فی أن ذم البدع والمحدثات عام لا تخص محدثة دون غيرها، ص: ۱۵۱، ۱۵۴، دار المعرفة بیروت)
(۷) (المدخل لابن أمير الحاج المكي، فصل الكلام على البدع التي نسبها إلى الشرع و ليست منه: ۲۸۴/۳، مصطفى البابي الحلبي بمصر)

(۱) (رواه النسائي مرفوعاً في العيدين، كيف الخطبة: ۱۰/۲۳۴، قديمي)

(والمناوي في فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۳/۱۴۴۷، رقم: ۱۶۰۴، مكتبة نزار رياض)

وقال علي القاري: ”قال في الأزهار: أي كل بدعة سيئة ضلالة، لقوله عليه الصلوة والسلام:

”من سن في الإسلام سنة سيئة الخ“ (المراقبة، باب الاعتصام بالخ: ۱/۳۶۸، رشيدية)

(۲) ”عن أبي محذورة عن أبيه عن جده قال: قلت: يا رسول الله! علمني سنة الأذان (إلى أن قال:) ”فإن

كان صلوة الصبح، قلت: الصلوة خير من النوم، الصلوة خير من النوم“ الحديث“ (سنن أبي داود =

بھی حدیث سے ثابت ہے یہ بھی بدعت نہیں (۱)۔ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کا نام لے کر صاف صاف ان کے اتباع و اقتداء کا حکم فرمایا ہے (۲) پس جو جو دین کے کام ان حضرات سے ثابت ہوں وہ بدعت نہیں، قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کرنا بدعت نہیں (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، کیم/شعبان/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲/۸/۸۷ھ۔

= کتاب الصلوۃ، باب کیف الأذان : ۱/۹۷، امدادیہ

ورواه الإمام مالک فی مؤطاہ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ . (کتاب الصلوۃ، باب ما جاء فی النداء للصلوة، ص: ۵۱، میر محمد کتب خانہ)

(۱) رواہ البخاری فی الصوم، باب فضل من قام رمضان، فقال: "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من قام رمضان إيماناً واحتساباً..... الحديث. وفيه: "عن عبد الرحمن بن عبد القاري قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ليلة في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل، فيصلی بصلوته الرهط، فقال عمر: "إني أرى لو جمعت هؤلاء على قاري واحد، لكان أمثل، فجمعهم على أبي بن كعب رضي الله تعالى عنه، ثم خرجت معه ليلة أخرى، والناس يصلون بصلوة قارئهم، قال عمر: نعمت البدعة هذه." (۱/۲۶۹، قديمی)

وفی مراقی الفلاح: "وروی أسد بن عمرو عن أبي يوسف رحمه الله تعالى قال: سألت أبا حنيفة عن التراویح وما فعله عمر رضي الله تعالى عنه، فقال: "التراویح سنة مؤكدة، ولم يخترصه عمر من تلقاء نفسه ولم يكن فيه مبتدعاً، ولم يأمر به إلا عن أصل لديه." (کتاب الصلوۃ، فصل فی صلوۃ التراویح، ص: ۳۱۱، قديمی)

(۲) "عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "اقتدوا بالذين بعدی أبي بكر وعمر". (جامع الترمذی، أبواب المناقب، مناقب أبي بكر الصديق: ۲/۲۰۷ فاروقی کتب خانہ)

(۳) "قال فی الأزهار: أي كل بدعة ضلالة، لقوله عليه الصلوۃ والسلام: "من سن فی الإسلام سنة حسنة، فله أجرها، وأجر من عمل بها، وجمع أبو بكر وعمر رضي الله تعالى عنهما القرآن، وكتبه زيد رضي الله تعالى عنه فی المصحف، وجدّد فی عهد عثمان رضي الله تعالى عنه. قال النووی رحمه الله تعالى: البدعة كل شيء عمل على غير مثال سبق، وفی الشرع إحداث ما لم يكن فی عهد رسول الله صلى الله =

ایضاً

سوال [۷۷۹]: بدعت کی کل کتنی قسمیں ہیں؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

جس بدعت کی حدیث میں مذمت آئی ہے وہ صرف ایک ہی قسم ہے: ”کل بدعة ضلالة، و کل

ضلالة فی النار“ (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/ ۸/ ۸۷ھ۔

کیا غیر ثابت چیزیں بھی خیر ہیں؟

سوال [۷۸۰]: کوئی ایسا امر جو بظاہر بہت اچھا ہے مگر وہ سنت نبوی یا صحابہ تابعین سے ثابت نہیں،

مگر عوام میں برسہا برس سے چل رہا ہے اور اس کے ذریعہ لوگوں میں ایک طرح کی اجتماعیت پائی جاتی ہے یعنی وہ

چیز ان میں جوڑ پیدا کرتی ہے، کیا اس کو بدعت ہونے کے باوجود مٹانا چاہئے یا نہیں، جیسے میلاؤ، دعاء ثانیہ، فاتحہ

بعد صلوٰۃ وغیرہ۔

نوٹ: عوام عام طور پر جاہل ہیں، وہ حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے، وہ سنت و بدعت کا فرق بھی نہیں

جانتے بلکہ ان بدعات کو حصول خیر کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کو بدعت اور خلاف شرع یا گناہ کہنے پر تعجب کرتے

ہیں، بلکہ برا فروخت ہوتے ہیں اور عام طور پر ان کے خلاف جدوجہد سے اور پھوٹ اور دو پارٹیاں بنتی ہیں،

نمازیں ترک کر دیتے ہیں، علماء کے خلاف تبلیغ کرتے ہیں، اس صورت میں کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

محض اجتماع عند اللہ مطلوب و مقصود نہیں بلکہ خیر و سنت پر اجتماع مطلوب و مقصود ہے، اس لئے حسن تدبیر،

شفقت و دلسوزی سے ان کو راہ راست پر لانے کی ضرورت ہے، ان کو سمجھایا جائے کہ جس کام سے اللہ پاک اور اس

= تعالیٰ علیہ وسلم“ (مرفقاء المقاتیب، شرح المشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة: ۱/ ۳۶۸

، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۱) (رواہ النسائی فی العیدین، باب کیف الخطبة: ۱/ ۲۳۴، قدیمی)

کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں وہ کام مسلمان کو کرنا چاہئے، وہی دین ہے، ذریعہ نجات ہے (۱)، وہی وفاداری کا ثبوت ہے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کو دین نہ فرمایا ہو اور اس پر ثواب نہ بتایا ہو اور اپنی خوشنودی کا تحفہ اس پر نہ دیا ہو، نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو اختیار کیا ہو، نہ ائمہ مجتہدین نے اس کو استنباط کیا ہو تو ایسا کام دین نہیں، اور وفاداری کا ثبوت نہیں، ذریعہ نجات نہیں، اس سے نہ اللہ تعالیٰ خوش اور نہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش، ایسا کام ترک کر دینے کے قابل ہے۔ اور دعا بھی کی جائے کہ حق تعالیٰ نفسانی جذبات سے محفوظ رکھے اور قلوب میں قبول حق کی صلاحیت پیدا فرمائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ”تم میں کوئی شخص مومن نہیں جب تک اس کی خواہش میرے بتائے ہوئے احکام کے تابع نہ ہو جائے“ (۲)۔

پھر بھی اگر پھوٹ پڑ جائے اور علماء کی مخالفت پیدا ہو جائے تو اس کو صبر و تحمل سے برداشت کیا جائے، ورنہ عوام کی خواہش کے مطابق علماء بھی چلنے لگیں تو دین اور غیر دین میں فرق نہ رہے گا، دین آہستہ آہستہ ختم ہو کر اس کی جگہ غیر دین آ جائے گا جو کہ دنیا میں بھی تباہی و ہلاکت کا موجب ہے اور آخرت میں بھی۔ اَعَاذَ اللہ مِنْہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹/۱۰/۹۰ھ۔

جمع قرآن، تراویح وغیرہ کیا بدعت ہیں؟

سوال [۷۸۱]: فجر کی اذان میں جو ”الصلوة خیر من النوم“ پڑھتے ہیں اور جو تراویح پڑھتے ہیں، یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے اور یہ بھی بدعت ہے اور کلام اللہ شریف حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک جگہ جمع کیا گیا یہ بھی بدعت ہے، زید کا ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

(۱) قال اللہ عز وجل: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ، فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ، وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾. (آل عمران: ۳۱)

(۲) ”عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”لا يؤمن أحدکم حتی یكون ہواہ تبعاً لما جنت بہ“۔ رواہ فی شرح السنة“۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص: ۳۰، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلحاً :

”الصلوة خير من النوم“ اذان فجر میں کہنا حدیث سے ثابت ہے، یہ بدعت نہیں ہے (۱)۔ تراویح بھی حدیث سے ثابت ہے یہ بھی بدعت نہیں، حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کا نام لے کر صاف صاف ان کے اتباع و اقتداء کا حکم فرمایا ہے (۲)۔ پس جو جو دین کے کام ان حضرات سے ثابت ہوں وہ بدعت نہیں، قرآن

(۱) ”عن محمد بن عبد الملك أبي محذورة عن أبيه عن جده قال : قلت : يا رسول الله ! علمني سنة الأذان (إلى أن قال :) ”فإن كان صلوة الصبح ، قلت : الصلوة خير من النوم ، الصلوة خير من النوم ، الله أكبر الله أكبر ، لا إله إلا الله“ . الحديث (سنن أبي داود ، كتاب الصلوة ، باب كيف الأذان : ۷۹/۱ ، مكتبة امدایہ ملتان)

(۲) ”عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال : قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : ”اقتدوا بالذين من بعدي : أبي بكر و عمر“ . (جامع الترمذی ، أبواب المناقب ، مناقب أبي بكر الصديق : ۲۰۷/۲ ، سعيد) قال القساري رحمه الله تعالى : ”قال ابن حجر : واستمروا كذلك زمنه عليه الصلوة والسلام ثم جمع عمر رضي الله تعالى عنه الرجال على أبي رضي الله تعالى عنه و كان عمر يقول في جمعه الناس على جماعة واحدة : ”نعمت البدعة هي“ ، وإنما سماها بدعة باعتبار صورتها ، فإن الاجتماع محدث بعده عليه الصلوة والسلام ، و أما باعتبار الحقيقة فليست بدعة ؛ لأنه عليه الصلوة والسلام إنما أمرهم بصلاتها في بيوتهم لعله : هي خشية الافتراض ، و قد زالت بموته عليه الصلوة والسلام ، و لم يأمر بها أبو بكر رضي الله تعالى عنه ؛ لأنه كان مشغولاً بما هو أهم منها ، و كذلك عمر أوائل خلافته“ . (مرقاة المفاتيح ، كتاب الصلوة ، باب قیام شهر رمضان ، الفصل الأول : ۳۶۹/۳ ، رقم الحديث : ۱۲۹۵ ، رشیدیہ)

و قال ابن حجر رحمه الله تعالى : ”و قال ابن بطلال : قیام رمضان سنة ؛ لأن عمر رضي الله تعالى عنه إنما أخذه من فعل النبي صلى الله عليه وسلم ، و إنما تركه النبي صلى الله عليه وسلم خشية الافتراض“ . (فتح الباری ، كتاب صلاة التراویح ، باب فضل من قام رمضان : ۳۱۷/۳ ، رقم الحديث : ۲۰۱۰ ، قدیمی)

پاک کو ایک جگہ جمع کرنا بدعت نہیں (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ: العبد محمود عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۸/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۱/۸/۸۷ھ۔

سنی، حنفی، وہابی کی تعریف

سوال [۷۸۲]: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سنی، حنفی کسے کہتے ہیں؟ مستند کتب سے وضاحت فرمائیں۔

۲..... وہابی مذہب کیا ہے، لفظ وہابی کے معنی کیا ہیں؟ بریلوی علماء اور ان پڑھ لوگ اپنی اصطلاح میں وہابی کے معنی کافر و مشرک سے زیادہ بدترین سمجھتے ہیں، جس کی بنا پر وہ جسے بھی اپنے اصول کے خلاف سمجھتے ہیں، وہابی کا فتویٰ لگا کر اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کا بائیکاٹ کر کے اس سے سلام و کلام بند کر دیتے ہیں، بقول ان کے کسی وہابی سے جو مسلمان سلام و کلام کرے وہ وہابیوں کی طرح خارج از اسلام ہے، ان حالات کے پیش نظر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آئین وقوانین سے مطلع فرماتے ہوئے احکام صادر فرمائیں۔ فقط۔

والسلام نور محمد۔ ۲۱/جون/۱۹۷۰ء۔

(۱) "عن عبید بن السباق أن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قال: أرسل إلى أبو بكر الصديق قال أبو بكر رضی اللہ عنہ: إن عمر رضی اللہ عنہ أتانى، فقال: إن القتل قد استحر يوم اليمامة بقرآء القرآن وإنى أرى أن تأمر بجمع القرآن، قلت لعمر رضی اللہ عنہ: كيف تفعل شيئاً لم يفعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ قال عمر: هذا والله خير، فلم يزل عمر رضی اللہ عنہ يراجعنى حتى شرح الله صدرى لذلك" (صحيح البخارى، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ۷/۵۳، قديمي)
قال الحافظ ابن حجر رحمه الله: "قال الخطابي وغيره: يحتمل أن يكون النبي صلى الله تعالى عليه وسلم إنما لم يجمع القرآن فى المصحف لما كان يترقبه من ورود ناسخ لبعض أحكامه أو تلاوته، فلما انقضى نزوله بوفاة صلى الله تعالى عليه وسلم، ألهم الله الخلفاء الراشدين ذلك وفاء لوعده الصادق بضمن حفظه على هذه الأمة المحمدية - زادها الله شرفاً - فكان ابتداء ذلك على يد الصديق رضی اللہ عنہ بمشورة عمر رضی اللہ عنہ". (فتح البارى، كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن: ۱۲/۹، رقم الحديث: ۴۹۸۶، دار الفكر بيروت)

الجوب حامداً و مصلیاً :

۱۔ حقیقت کے اعتبار سے سنی وہ ہے جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریق کا متبع ہو، عقائد میں بھی، اخلاق میں بھی، اعمال میں بھی: ”ہم ما اُنا علیہ و اصحابی“ الحدیث (۱)۔

حنفی وہ ہے جو مسائل فقہیہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد ہو (۲)۔

۲۔ گزشتہ صدی میں عرب میں ایک شخص محمد بن عبد الوہاب نامی نے ایک جماعت بنائی تھی اور دعویٰ یہ کیا تھا کہ ہم سنت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں، اس کے ساتھ بہت لوگ ہو گئے تھے مگر اس کے مسائل بہت سے خلاف سنت تھے، آہستہ آہستہ لوگوں کو ان مسائل کا علم ہوا، مثلاً وہ توسل کے قائل نہیں تھے، زیارت قبور کے لئے سفر کرنے کو ناجائز کہتے تھے حتیٰ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کے لئے سفر کو ناجائز کہتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

جب لوگوں کو معلوم ہوتا گیا، لوگ اس جماعت سے ہٹے گئے، پھر معلوم ہوا کہ اس جماعت کا مقصود حکومت پر قبضہ کرنا ہے اور یہ سیاسی جماعت ہے اور احیائے سنت کا نام محض لوگوں کو اپنے ساتھ جمع کرنے کے لئے ہے تو حکومت نے مقابلہ کر کے اس جماعت کو شکست دی، چنانچہ ”رد المحتار“ کی تیسری جلد میں اس کا تذکرہ موجود ہے (۳)۔ اور یہ جماعت وہابی کہلاتی ہے جو کہ سب عرب میں بدنام ہوئی اور ذلت کی نظروں سے دیکھی جاتی تھی، جب اس کو شکست ہوئی تو اسی وقت کی بات ہے کہ ہندوستان میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ

(۱) (رواہ الترمذی فی الإیمان ، باب افتراق هذه الأمة : ۸۸/۲ - ۸۹ ، فاروقی کتب خانہ)

(۲) ”لفظ ”الحنفی“ نسبة إلى أبي حنيفة كنية إمام المذهب النعمان بن ثابت رحمهما الله تعالى“.

(المذهب الحنفی : ۱/۳۷ ، مکتبہ الرشید ریاض)

(۳) ”کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد ، و تغلبوا علی الحرمین ، و كانوا

یتحلون مذهب الحنابلة ، لكنهم اعتقدوا أنهم هم المسلمون وأن من خالف اعتقادهم مشرکون ، و

استباحوا بذلك قتل أهل السنة و قتل علمائهم حتی کسر الله شوکتهم ، و خرب بلادهم ، و ظفر بهم

عساكر المسلمين عام ثلاث و ثلاثین و مائین و ألف“ . (رد المحتار ، کتاب الجہاد ، باب البغاة)

اللہ تعالیٰ محدث دہلوی کی تجویز کے ماتحت جہاد شروع کیا گیا، حضرت سید احمد صاحب، حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ اسی جہاد میں شہید ہوئے اور ان کی جماعت نے بہت بلند کام کیا، انگریز ان کا مقابلہ کرتے کرتے تھک گئے، بہت سخت سزائیں دیں، مگر اس جماعت کو جو کچھ مقبولیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی اس میں کمی نہیں ہوئی، تو اس وقت ہندوستان ہی کے بعض لوگوں سے انگریز نے فتویٰ حاصل کیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جو عرب میں پٹ چکے ہیں اور یہ لوگ وہابی ہیں اور ان حضرات کی کتابوں میں سے چھانٹ چھانٹ کر ایسے غلط عنوان سے مسلمانوں میں باتیں پھیلائیں جس کی وجہ سے ان سے نفرت پیدا ہو جائے، اس لئے لفظ ”وہابی“ کا لقب ابتداءً اس جماعت کے لئے انگریز نے تجویز کیا اور بدعتی علماء نے اس کا پروپیگنڈہ کیا ہے اور آج تک کر رہے ہیں۔ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے اس کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے کہ بدعتی علماء کے فتوؤں نے جو کام دیا ہے وہ سخت سے سخت سزائوں نے نہیں دیا، اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے، اس کا نام ہے ”ہمارے ہندوستانی مسلمان“ (۱)۔ اب جو شخص بھی پابند شریعت اور قبیح سنت دیندار ہے، بدعت سے پرہیز کرتا ہے اس کو وہابی کہتے ہیں، اس سے مسلمانوں کو نفرت دلاتے ہیں، خوف یہ ہے کہ اگر لوگ ان کے وعظ کو سنیں گے، ان کی کتابوں کو پڑھیں گے، ان کی مجلس میں بیٹھیں گے تو بدعت سے متنفر ہو جائیں گے اور ان بدعتی علماء سے کٹ جائیں گے، تاہم اب لوگ اتنے بے خبر نہیں رہے کہ ان کو اندھیرے میں رکھا جائے بلکہ اب ان پر حقیقت روشن ہو رہی ہے جس کی وجہ سے بدعتی علماء پریشان ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۶/۴/۹۰ھ۔

(۱) اس کتاب کے چند اقتباسات مختصر طور پر ذکر کئے جاتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کی بنیاد دو چیزوں پر ہے: پہلی شئی یہ ہے کہ خدا کے ساتھ کسی کو معبود نہ ٹھہرایا جائے اور دوسرے کوئی دستور یا طریقہ ایسا اختیار نہ کیا جائے، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء کے وقت میں نہ تھا۔ ۱۸۲۲، ۲۳ء میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکہ تشریف لے جانے پر اس عام فہم اصلاحی عقیدہ کو وسعت دی گئی اور باقاعدہ طور پر ترتیب دیدیا گیا، انہوں نے اس مقدس شہر میں ایک اصلاحی تحریک کا آغاز کیا جس کا بانی صحرا کا ایک بدو تھا اور جو ان کے عقائد کے مطابق تھا، اس کے بانی نے مغربی ایشیا میں ایک دینی سلطنت قائم کر لی تھی، بعینہ جیسے کہ سید احمد صاحب ہندوستان میں قائم کرنے کی امید رکھتے تھے، اس لئے ہمارے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس مذہب کی آئندہ ترقی کے واقعات کو یہاں تھوڑے عرصہ کے لئے ختم کر دیں، اور عرب میں وہابیوں کی ترقی و

= ”ایک سو پچاس برس ہوئے ایک نوجوان عرب حاجی جس کا نام عبدالوہاب تھا اپنے ہمراہی حاجیوں کی بد معاشی اور ریا کاری سے جس سے امان مقدسہ کی بے حرمتی کی جا رہی تھی سخت دلگیر ہوا، اور آخر کار ان بدعات کے انسداد کے لئے میدان عمل میں نکل پڑا، لیکن قسطنطنیہ کے کارپردازوں نے اس کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھا۔ لہذا عبدالوہاب کو شہر بشہر خارج ہونا پڑا، آخر الامر اس نے درایہ کے سردار محمد بن مسعود کے ہاں پناہ لی۔ اپنے نئے مرید سے مل کر اس نے ایک مختصر سی عرب لیگ کی بنیاد رکھی اور قسطنطنیہ کی حکومت کی غلط کاریوں کے خلاف احتجاج اور بغاوت کا جھنڈا بلند کیا، اب انہیں فتح پر فتح ہو رہی تھی۔ نجد کا بہت سا حصہ فتح ہو گیا۔ عبدالوہاب اس کا روحانی پیشوا تھا۔ انہوں نے مطیع شدہ صوبہ جات میں اپنے نائب مقرر کئے، اور ان کو سختی کے ساتھ اپنا اطاعت گزار بنائے رکھا“ ص: ۵۲۔

”چنانچہ مصلحین کی یہ جماعت قدرتا ایک جنگجو فرقہ تھا اور نہایت دلیری کے ساتھ اپنے عقائد کو تلوار کے ساتھ منواتا تھا۔ ترکوں نے اپنی ذلیل شہوت پرستی کو مقدس شہروں میں پھیلا دیا تھا۔ ایسی عادات جن کو قرآن نے قطعاً ناجائز قرار دیا ہے، وہ مقدس شہر میں شراب کا نہایت ہی نفرت انگیز منظر پیش کرتے تھے، یہی وہ عملی اور ظاہری بے حرمتی تھیں جن کے خلاف عبدالوہاب نے سب سے پہلے آواز اٹھائی، مگر آہستہ آہستہ یہ ایک دینی فرقہ بن گیا، جو وہابیت کے نام سے مشہور ہے، ہندوستانی فرقہ کا بھی بڑی حد تک یہی عقیدہ ہے۔ اس کے سات بڑے بڑے اصول ہیں“ الخ۔ ص: ۵۳۔

”عبدالوہاب کا انتقال ۱۷۸۷ء میں ہوا، اور وہ اپنی تمام فتوحات کو ایک قابل جانشین کے سپرد کر گیا، ۱۷۹۱ء میں وہابیوں نے شریف مکہ سے ایک کامیاب جنگ کی، ۱۷۹۷ء میں انہوں نے بغداد کے پاشا کو بہت خونریزی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ ۱۸۰۱ء میں انہوں نے ایک لاکھ سپاہیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پر چڑھائی کی، اور ۱۸۰۳ء میں اس مقدس شہر کو فتح کر لیا، اسلام کے ان دو مستحکم مراکز میں مصلحین نے ہر اس باشندے کو موت کے گھاٹ اتار دیا جس نے ان کے طریقے کو ماننے سے انکار کر دیا۔ مسلمان بزرگوں کے خانقاہوں کو لوٹا اور بے حرمت کیا، حتیٰ کہ مسجد نبوی تک کو بھی نہ چھوڑا“۔ ص: ۵۴۔

”آخر کار محمد علی پاشا والی مصر مصلحین کو تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو گیا، ۱۸۱۲ء میں تھومس کیٹھ جو (سکاٹ لینڈ کا باشندہ تھا) پاشا کے لڑکے کے ماتحت مدینہ شریف پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ ۱۸۱۳ء میں مکہ معظمہ پر بھی قبضہ ہو گیا اور اس کے پانچ سال بعد یہ عظیم الشان سلطنت جس معجزانہ طور پر منہ بھوڑا آئی تھی، اسی معجزانہ طور پر ریت کے صحرائی ٹیلوں کی طرح غائب ہو گئی“۔ ص: ۵۵۔

”بہر حال ہندوستان کے وہابی مسلمانوں میں ایسے اصول کی اشاعت کرتے ہیں جس کی سختی ان تمام تکالیف کو نرم کر دیتی ہے، سید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب مکہ ہی میں تھے، تو حکومت کے علم میں یہ بات لائی گئی تھی کہ سید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقائد بھی ان صحرائی بدعوں کی جماعت کے مطابق ہیں جن کی وجہ سے مقدس مقامات کو ایسے ایسے نقصانات اٹھانے =

وہابی کی تعریف

أيها العلماء الكرام والفضلاء العظام والمفتيون لشرع المتين والمحققون في أمور الدين! أنتم لنا ساداتنا ومركز علوم ديننا، أفوتنا في هذه المسائل المندرجة الذيل، توجروا بالأجر الجزيل، واستخلصونا من أفواه المخالفين والمعاندين، ستخلصكم الله تعالى في الدارين. آمين يا رب العالمين۔

۱..... من الوهابي وما اعتقدهم وأعمالهم؟ ويقولون أصحاب الهوى، الذين غيبوا الدنيا ولا يحتنبون عن البدعات والشبهات ويطلبون الجواز، ولا يتميزون بين الحلال والحرام والصدق والكذب، ولا يبالون على افتراء المشايخ الذين يعملون بالسنة والكتاب والمذهب واختتموا أعمارهم لصفوة الدين والمذهب: أن الوهابي من اعتقد اعتقاد عبد الوهاب النجدى وعلى أى اعتقاد مضى وبأى صفة يُدّم، بل ترى أن من يعمل بالقرآن والحديث والمذهب و يحتنب عن البدعات والشبهات ويأمر بالمعروف وينهى عن المنكرات والإختراعات، و يخالف المبتدعين بالرد والقدح، أو مكنت من الكل ولا يوافقهم بالعمل والقول۔ يقولون: إن هذا هو الوهابي، وهو خارج من أهل السنة والجماعة، ولا تحوز خلفه الصلوة، وهكذا يضلون العوام بالوساوس والخداع، ويفتون على الفور بالوهابيات، وما الحكم لمثل هذا المفتي هل هو من أهل السنة والجماعة أم كيف؟ بينوا بالتصديق، هذا مرض لا علاج له يزداد يوماً فيوماً۔

= پڑے، پہلے جو چیز ان کی نظر میں محض خواب و خیال تھی، اب وہ ان کو حقیقی روشنی میں نظر آنے لگی جس میں انہوں نے اپنے آپ کو ہندوستان کے ہر ضلع میں اسلامی جھنڈا گاڑتے اور صلیب کو انگریز کافروں کی لاشوں کے نیچے دفن کرتے ہوئے دیکھا، پہلے جو کچھ ان کی تعلیم میں ابہام تھا، اب اس نے خوفناک اور باقاعدہ مذہب کی شکل اختیار کر لی، جس سے عبد الوہاب نے عرب میں ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی تھی، اور جس سے سید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو امید تھی کہ وہ ہندوستان میں اس سے بھی زیادہ عظیم الشان اور پائیدار سلطنت قائم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

(ہمارے ہندوستانی مسلمان، ترجمہ Our Indian Muslims مصنف: W-W Hunter)

۲..... ما الحكم للمفسد الذى ذكرت أحواله فى الواقعة؟ وهل تجوز الفتنة المذكورة و سوء الأدب الذى ذكر بمثل هذين الأمرين، وحركته و عداوته من توهين العلماء أم كيف؟ وهل هو من أهل السنة والجماعة، ويقع على زوجته الطلاق و يلزم عليه التوبة أم كيف؟ يتنوا بالنظر والغور العميق-

۳..... ما تقولون فى حق الذى يحتب عن الإختراعات والمنهيات والشبهات ولا يضع القدم خلاف المذهب، ولا يتبع أهل الهواء بالقول والفعل، و يخالفهم بالرد والقدرح، ويحتب عن المسائل الجديدة المروجة بالرد والقدرح أو السكوت عنها وعدم العمل على المسائل التى لم تذكر فى الكتب المشهورة، وهل يكون الرجل وهابياً ولا تجوز الصلوة خلفه أم كيف؟ وما تقولون فى حق الإمام الذى ذكرت أحواله فى الواقعة هل أقواله و أفعاله موافقة بالسنة والكتاب والمذهب أم لا؟ وأفعاله خلاف التقوى أم عين التقوى، وما الفرق بين الفتوى والتقوى، وأنى للعلماء الكرام أقوى؟

المستفتى: فدوى محمد بدر الدجى عفى عنه، ضلع چانگام-

الجواب حامداً ومصلحاً :

۱..... محمد بن عبد الوهاب النجدى كان متبعاً للسنة، ولكنه كان متشدداً فى الاعتماد والقول والعمل، وكان قليل البضاعة من العلم والفهم والعقل، فصدر منه بعض الأفعال والأقوال وصار سبباً لهيجان الفتن (۱)، وأما اليوم فى ديارنا فالإصطلاح ما قلتم من يستن بسنن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم، ويمنع عن البدع، فهو يسمى فى أفواه أهل الهواء وهابياً" فإلى الله المشتكى:

(۱) تقدم تخريجه من رد المحتار، كتاب الجهاد، باب البغاة: ۴/۲۶۲: سع - (و راجع للتفصيل كتاب: "ہمارے ہندوستانی مسلمان" ترجمہ Our Indian Muslims (مصنف W-W Hunten و قد تقدمت نبذة منه)

۲-۳..... قد علم مما ذكرنا حكمها، صاحب التقوى أورع و صاحب الفتوى أوسع، و

هو داخل تحت حدود الشرع، وإذا جاوزها فقد تعدى: ﴿و من يتعد حدود الله فقد ظلم

نفسه﴾ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم وأحکم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی بمدرستہ مظاہر علوم سہارنپور الہند۔

الجواب صحیح: سعید أحمد غفر له المبتلى بأمانة الإفتاء بالمدرسة العلية المشتهر بمظاہر

علوم الواقعة ببلدة سہارنپور، یومی، ۷/ جمادی الأولى / ۶۷ ھ۔

(۱) (سورة الطلاق: ۱)

ترجمہ:

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں:

۱..... وہابی کون ہیں ان کے عقائد و اعمال کیا ہیں؟ اہل ہوا و نیا پرست بدعات و شبہات سے اجتناب نہ کرنے والے

ہر چیز میں جواز کو تلاش کرنے والے، حلال و حرام، صدق و کذب میں تمیز نہ کرنے والے اور ان مشائخ پر جو کتاب و سنت پر عامل

ہیں جن کی عمریں خالص دین و مذہب کی اشاعت میں صرف ہو گئیں افتراء کرنے والے یوں کہتے ہیں کہ وہابی وہ شخص ہے جو عبد

الوہاب نجدی جیسے عقائد رکھتا ہے۔

اس کے اعتقادات کیا تھے اور کس بنا پر اس کی مذمت کی جاتی ہے؟ بلکہ ہمارا خیال یہ ہے کہ جو شخص قرآن و حدیث اور

مذہب پر عامل ہو، بدعات و شبہات سے اجتناب کرتا ہو، امر بالمعروف کرتا ہو، منکرات و مخترعات سے روکتا ہو، مبتدعین کی رد و

قدح کے ساتھ مخالفت کرتا ہو، یا پھر تمام امور کے متعلق خاموش رہتا ہو، قول و عمل میں ان کی موافقت نہ کرتا ہو اس کے بارے

میں یہ مبتدعین کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہیں، اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اسی طرح عوام کو

وساوس اور دھوکے سے گمراہ کرتے ہیں اور فوراً وہابی ہونے کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔

ایسے مفتی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ اہلسنت والجماعت سے ہے؟ تحقیق کے ساتھ بیان فرمائیں، یہ ایسا

لا علاج مرض ہے جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

۲..... جس مفسد کے احوال ذکر کئے گئے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ کیا فتنہ مذکورہ اور سوء ادب جو ذکر کیا گیا ان دو امر کے

ساتھ، اس کی حرکت و عداوت اور علماء کی توہین جائز ہے؟ اور کیا وہ اہلسنت والجماعت سے ہے اس کی بیوی پر طلاق واقع =

وہابی کون ہے؟

سوال [۷۸۴]: فرض، واجب، سنت مؤکدہ کو چھوڑنے والوں پر درجہ بدرجہ الگ کیا شرعی سزائیں اور وعیدیں آئی ہیں؟ نیز فرض، واجب، سنت مؤکدہ کو چھوڑ کر مستحبات پر عمل کرایا جانا کیسا ہے؟ اور کیا یہ اعمال قابل قبول ہوں گے؟ نیز مستحبات نہ کرنے والوں کو وہابی کہنا کیسا ہے؟ وہابی کی تعریف بھی بتا دیجئے؟

ہو جائے گی؟ اور کیا اس پر توبہ لازم ہے؟

۳۔ ان لوگوں کے حق میں کیا رائے ہے جو محدثات، منہیات اور شبہات سے اجتناب کرتے ہیں، مذہب کے خلاف ایک قدم نہیں چلتے، اہل ہوا کا قولا وفعلاً کسی طرح اتباع نہیں کرتے بلکہ رد و قدح کے ساتھ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور جدید رائج شدہ مسائل سے رد و قدح کے ساتھ یا ان سے سکوت کرتے ہوئے اجتناب کرتے ہیں، جو مسائل کتب مشہورہ میں مذکور نہیں ان پر عمل نہیں کرتے، کیا وہ آدمی وہابی ہو جاتا ہے؟

اس کے پیچھے نماز جائز نہیں رہتی یا کیا حکم ہے؟ اور اس امام کے بارے میں کیا رائے ہے جس کے احوال ذکر کئے گئے کیا اس کے اقوال و افعال، سنت، کتاب و مذہب کے موافق ہیں یا نہیں؟ اسکے افعال تقویٰ کے خلاف ہیں یا عین تقویٰ ہیں؟ تقویٰ اور فتویٰ میں کیا فرق ہے اور کونسا علما، کرام کے لئے اقویٰ ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً:

۱۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی تابع سنت تھے لیکن اعتقاد، قول اور عمل میں تشدد تھے، علم و فہم اور عقل کم تھی اس لئے ان سے بعض افعال و اقوال ایسے صادر ہو گئے جو فتنوں کے رونما ہونے کا سبب بن گئے۔ لیکن آج ہمارے علاقہ میں وہابی وہی ہے جس کو مسائل نے بیان کیا ہے یعنی جو شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا تتبع ہو، بدعات سے روکتا ہو وہی شخص اہل ہوا کی اصطلاح میں وہابی ہے۔ پس شکوہ اللہ ہی سے ہے۔

۳، ۲۔ ان دونوں کا حکم ماسبق سے معلوم ہو گیا، صاحب تقویٰ اور ع ہے اور صاحب فتویٰ اوسع ہے حدود شرع کے تحت داخل ہیں اور جب وہ حدود شرع سے نکلے گا تو تجاوز کر جائے گا اور ”جو شخص حدود شرع سے تجاوز کرتا ہے وہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتا ہے۔“ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

حررہ العبد المذنب و گنہگار عفا اللہ عنہ معین المفتی بمدرستہ مظاہر علوم سہارنپور، یوپی۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفر لہ المبتلیٰ بأمانة الافتاء بالمدرسة العلية المشتهر بمظاہر علوم

الواقعة ببلدة سہارنپور، یوپی، ۷ / جمادی الاولیٰ / ۱۴۰۷ھ

الجواب حامداً ومصلحاً:

فرض کا درجہ سب سے زیادہ ہے، اس کا منکر کا فرہوتا ہے، اس کے بعد واجب کا درجہ ہے (۱)، سنتیں اور مستحبات یہ دونوں (فرض و واجب) کی تکمیل کے لئے ہیں (۲)، فرائض کو ترک کر کے مستحبات پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص رمضان المبارک میں فرض روزے کو ترک کرے اور سحری اہتمام سے کھائے حالانکہ سحری تو روزہ پر قوت حاصل کرنے کے لئے ہے (۳)، فرض و واجب کے ترک پر عقاب ہے اور سنت کے ترک پر عقاب اور مستحب کے ترک پر کوئی وعید نہیں (۴)۔

(۱) "وأما الفرض فحكمه اللزوم علماً بالعقل و تصديقاً بالقلب ، وهو الإسلام ، و عملاً بالبدن و هو من أركان الشرائع ، و يكفر جاحده ، و يفسق تاركه بلا عذر ، و أما حكم الوجوب فلزومه عملاً بمنزلة الفرض لا علماً على اليقين ؛ لما في دليله من الشبهة حتى لا يكفر جاحده ، و يفسق تاركه "۔ (منحة الخالق على البحر الرائق ، كتاب الطهارة : ۲۵/۱ ، رشیدیہ)

(و كذا في حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ، كتاب الطهارة ، فصل فى أحكام الوضوء ، ص : ۵۶ ، قديمى)
(والمغنى لأبى محمد عمر الخبازى ، باب النهى ، فصل فى العزيمة والرخصة ، ص : ۸۳ ، جامعة أم القرى مكة المكرمة)

(و نور الأنوار ، بحث الفريضة والواجب والسنة ، ص : ۱۶۶ ، سعيد)

(۲) "ولأنها لا كمال الفرض : أى السنة ، و ذكر باعتبار أنها مأمور به ، و عبارته فى الشرح أولى حيث قال : و تكون السنة لا كمال الفرض فى محله "۔ (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ، كتاب الطهارة ، فصل فى سنن الوضوء : ۷۱ ، قديمى)

(و كذا فى الهداية ، كتاب الطهارة : ۱۹/۱ ، مكتبه شركة علميه)

(و كذا فى حاشية اللكنوى رحمه الله تعالى على الهداية : ۱۹/۱ ، مكتبه شركة علميه)

(۳) "قلت : فى زماننا لا يطلقون السحور إلا على ما يؤكل ليلاً لأجل الصوم "۔ (رد المحتار ، كتاب الأيمان ، باب اليمين فى الأكل والشرب : ۷۸۱/۳ ، سعيد)

(۴) "قال القهستاني : حكمها (أى حكم السنة) كالواجب فى المطالبة فى الدنيا إلا أن تاركه (أى الواجب) يعاقب و تاركها (أى السنة) يعاتب اهـ۔ و فى الجوهرة عن القنية : تاركها فاسق و جاحدها مبتدع الخ "۔ (حاشية الطحطاوى على المراقى ، كتاب الطهارة ، فصل فى سنن الوضوء ، ص : ۶۱۲ ، قديمى) =

ڈیڑھ سو پونے دو سو سال پہلے عرب میں ایک شخص محمد بن عبد الوہاب کی طرف ایک جماعت منسوب تھی اس کے بعض نظریات ائمہ اربعہ سے الگ تھے، اس جماعت نے اس وقت کی حکومت پر قبضہ کرنا چاہا تھا حکومت نے مقابلہ کر کے ۱۲۳۳ھ میں اس کو شکست دے کر جماعت کو ختم کر دیا تھا وہ جماعت بہت بدنام ہو چکی۔ اس کے قریب ہندوستان میں حضرت شاد ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سلسلے کے حضرات نے جہاد کا نظم قائم کیا اور جگہ جگہ دشمن اسلام سے مقابلہ کیا، انگریز نے ان کو بدنام کرنے کے لئے یہ لفظ ”وہابی“ ان کے واسطے ایجاد کیا اور کہا ان کا تعلق محمد بن عبد الوہاب نجدی کی جماعت سے ہے اور بدعتی علماء سے ان کے خلاف فتوے حاصل کئے، اب کیفیت یہ ہے کہ جو شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر اس کے حدود کی رعایت رکھتے ہوئے عمل کرتا ہے اور سنت کا اتباع کرتا ہے اور بدعات سے پرہیز کرتا ہے اس کو وہابی کہا جاتا ہے اور بدنام کیا جاتا ہے کہ یہ آقائے نامدار سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا بلکہ شان اقدس میں گستاخیاں اور بے ادبی کرتا ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتمم واكمل۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

کیا تارکِ فرائض سنی کہلانے کا حقدار ہے؟

سوال [۷۸۵]: زید اپنے آپ کو پکاسنی مسلمان کہتا ہے، زید نہ تو پنجگانہ نماز ادا کرتا ہے، نہ استنجا، پاک کرتا ہے اور نہ رمضان المبارک کے فرض روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ بھی ادا نہیں کرتا، اس کے باوجود زید اپنے آپ کو قوم کا سردار بھی کہتا ہے اور قوم کے آدمی بھی اس کے حکم کو مانتے ہیں، اس حالت میں زید اور ایسی قوم کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

= ”و فیہا : ”وقیل : ما (أی المستحب) یمدح بہ المکلف ولا یذم علی ترکہ“۔ فصل من آداب

الوضوء الخ، ص: ۷۵، قدیمی

(۱) (تقدم تخريجہ من رد المحتار، کتاب الجہاد، باب البغاة: ۲۶۲/۳، سعید، و ”ہمارے ہندوستانی

مسلمان، باب دوم، ص: ۵۱-۵۲“)

الجواب حامداً ومصلياً :

اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو زید تارک فرائض ہے اور سخت گناہگار ہے (۱) جس کی ساری زندگی خلاف سنت ہو وہ سنی کیسے کہلائے گا، وہ سردار بننے کا بھی حقدار نہیں (۲)، ایسے آدمی کو سردار بنانا بڑی بد قسمتی اور محرومی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

کسی کام کو کسی کی سنت کہنا

سوال [۷۸۶]: کیا یہ کہنا کہ یہ کام فلاں صاحب کی سنت ہے غلط ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً :

یہ کہنا کہ یہ کام فلاں صاحب، مثلاً ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے غلط نہیں جب کہ وہ کام واقعہً ان کی سنت ہو (۳)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ۔

(۱) "أوصاني خليلي صلى الله تعالى عليه وسلم: "أن لا تشرك بالله شيئاً وإن قطعت و حرقت ، و لا تترك صلوة مكتوبة متعمداً، فمن تركها متعمداً، فقد برئت منه الذمة، و لا تشرب الخمر؛ فإنها مفتاح كل شر". (ابن ماجه، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ص: ۲۹۲، قديمي)

(۲) کیونکہ تارک سنت فاسق ہے، اور فاسق کو امیر یا سردار بنانا مکروہ ہے: "و يكره تقليد الفاسق، و يعزل به إلا لفتنة، و يجب أن يدعى له بالصلاح". (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/ ۵۳۸، ۵۳۹، سعيد)

(۳) "عن العرياض بن سارية قال: صلى بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ذات يوم، ثم أقبل علينا بوجهه فوعظنا... الحديث، وفيه: "فإنه من يعش منكم، فسيري اختلافاً كثيراً، فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ..." اهـ" (رواه أبو داود في الديات، باب لزوم السنة: ۲/ ۲۸۷، مكتبة امداديه ملتان)

(و أحمد في مسنده: ۱۰۹/۵، رقم الحديث: ۱۶۶۹۵، دار إحياء التراث العربی)

(و ابن ماجه في باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، ص: ۵ قديمي)

و قال الملا علی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ: "قال التوريشتي: و أما ذكر سنتهم في مقابلة سنته: لأنه علم =

مستحب پراصرار

سوال [۷۸۷]: اگر کوئی شخص پھول، مالا اور دعائے ثانیہ وغیرہ کرنے والا نہ کرنے والے کو ملامت نہ کرے تو کیا ایسی صورتوں میں ان امور مستحبہ کو کر سکتا ہے اور بدعت میں داخل نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس چیز کا استحباب شرعی دلائل سے ثابت ہو اس پر اصرار کرنے اور تارک پر ملامت کرنے سے اس کا استحباب ختم ہو کر اس میں کراہت آ جاتی ہے: ”الإصرار علی المندوب یبلغه إلی حد الکراہیة“ (سباحة الفکر) (۱)، اگر یہ شان نہ ہو تو استحباب باقی رہتا ہے اور جس چیز کے استحباب کا ثبوت شرعی دلائل سے نہ ہو اس کے متعلق یہ بحث نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی۔

ایضاً

سوال [۷۸۸]: التزام کی کراہت کے متعلق جو علامہ طیبی کی عبارت: ”من أصر علی مندوب، وجعل عزمًا ولم يعمل بالرخصة“ (۲) کا حوالہ دیا گیا ہے تو اس عبارت میں جو ”عزمًا“ کا لفظ ہے اس کی تشریح ”منتہی الارب“ میں یہ مرقوم ہے: ”عزيمة بالفتح واجب وثابت، وعزيمة من عزمات الله تعالى: أي حق من حقوقه أو واجب مما أوجبه“۔ یعنی مستحب کو واجب جان کر جب اصرار ہوگا تو مذموم

= أنهم لا یخطئون فیما یستخرجون من سنته“ (المرفقة شرح المشکوة، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الثانی: ۱/ ۳۰۹، مکتبہ حقانیہ پشاور)

(۱) (مجموعہ رسائل الکنز، سباحة الفکر، الباب الأول: ۳/ ۳۹۰، إدارة القرآن)

(و کذا السعاية علی شرح الوقایة الکنوی رحمہ اللہ تعالیٰ، باب صفة الصلوة، قبیل فصل فی القراءة: ۲/ ۲۶۵، سہیل اکیڈمی لاہور)

(و کذا فی المرفقة شرح المشکوة، کتاب الصلوة، باب الدعاء فی التشہد، الفصل الأول: ۳/ ۳۱، رشیدیہ)

(۲) (مرفقة المفاتیح، باب الدعاء فی التشہد، کتاب الصلوة، الفصل الأول: ۳/ ۳۱، رقم الحدیث:

۹۴۶، رشیدیہ)

ہوگا اور مستحب کو مستحب جان کر جب اصرار ہوگا تو یہ محمود ہوگا، چنانچہ اس کا فیصلہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے: ”إنما الأعمال بالنیات“۔ مداومت کا ہونا یہ التزام میں داخل نہیں ہے کیونکہ حدیث میں ہے: ”أحب الأمور إلى الله أدومها“۔ لہذا التزام کے متعلق اگر کوئی حدیث صریح ہو تو نقل فرمائیے ورنہ یہ تحریف فرمائیے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صریح نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلياً:

مستحب پر (یعنی مباح ترک اعتقاد کرتے ہوئے) مداومت موجب کراہت نہیں بلکہ اصرار موجب کراہت ہے (والفرق بین المداومة والإصرار لا يحفى على من له أدنى ممارسة بالفقه)۔ جن سورتوں کا مخصوص نمازوں میں پڑھنا مأثور و منقول ہے ان پر بھی مداومت اس طرح کہ ان کے علاوہ اور سورتیں نہ پڑھیں اگرچہ اعتقاد اجازت سمجھتا ہو مکروہ ہے:

”ويكره أن يوقت بشيء من القرآن شيء من الصلوة (۱) كالسجدة والإنسان لفجر الجمعة، والجمعة والمنافقين للجمعة، قال الطحاوي والإسبيحاني: هذا إذا رآه حتماً يكرهه، أما لو قرأ للتيسير عليه أو تبركاً بقراءته صلى الله تعالى عليه وسلم فلا كراهة، لكن بشرط أن يقرأ غيرهما أحياناً؛ لئلا يظن الجاهل أن غيرهما لا يجوز، ولا تحرير في هذه العبارة بعد العلم بأن الكلام في المداومة، والحق أن المداومة مطلقاً مكروهة سواء رآه حتماً يكرهه غيره أولاً“ فتح القدير: ۱/ ۲۳۸ (۲)۔ والمسئلة المذكورة في شرح النقاية: ۱/ ۸۳ (۳)، وتبين

(۱) (الهداية، قبيل باب الإمامة، كتاب الصلوة: ۱/ ۱۲۰، مكتبة شرکت علميہ ملتان)

(۲) (فتح القدير، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، فصل في القراءة: ۱/ ۳۳۷، مصطفى البابي الحلبي مصر)

(و بمعناه في العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير، فصل في القراءة: ۱/ ۳۳۷، مصطفى البابي الحلبي)

(۳) ”وكره عندنا وعند مالک تعيين سورة: أى غير الفاتحة لصلوة من الصلاة، واستحب الشافعي قراءة سورة السجدة وهل أتى في الفجر كل جمعة وقيد الطحاوي والإسبيحاني الكراهة فيما إذا اعتقد أن الصلوة لا تجوز بغيرها، وأما إذا لم يعتقد ذلك ولازمها وقراءة السجدة وهل أتى في بعض =

الحقائق: ۱/۱۳۱، (۱) وغیرہما۔

اس کراہت کا ماخذ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے جس کو مسند احمد میں روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہے: ”من لم يقبل رخصة الله (أى لم يعمل بها) كان عليه من الإثم مثل جبال عرفة“ (فی عظمیٰ)۔ السراج المنیر: ۳/۳۴۵ (۲) جب کسی شی کی ایک جانب مستحب ہے تو دوسری جانب کے ترک کی یقیناً رخصت ہوگی، اب اگر جانب مستحب پر اس طرح عمل کیا جائے کہ جانب رخصت بالکلیہ متروک ہو جائے تو اس مستحب کو درجہ وجوب حاصل ہو جائے گا اعتقاداً ہو یا عملاً، خود عامل کے حق میں ہو یا دوسرے دیکھنے والوں کے حق میں، یہ ایک مفسدہ ہے جس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ جانب رخصت پر بھی کبھی کبھی عمل کیا جائے: ”لأن الله يحب أن تؤتى رخصه كما يحب أن تؤتى عزائمه“۔ الحدیث (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/شعبان/۶۶ھ۔

تنبیہ: طرز سوال مناظرانہ ہے مستفتیانہ نہیں اس کے متعلق پہلے بھی عرض کیا تھا۔ فی الجواب کفایۃ لمن أراد الهدایۃ وأما المجادل فلا یقع إلا بالمجادلة۔ سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۵/شعبان/۶۶ھ۔

= الأحياء فی فجر الجمعة فلا یکره بل یكون حسناً“ (شرح النقایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، سنة القراءة فی الصلاۃ: ۸۳/۱، اعزّیہ)

(۱) (تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، أواخر باب صفة الصلوۃ: ۳۳۷/۱، دار الکتب العلمیۃ)

(و کذا فی حاشیۃ الشلبی علی التبیین، المصدر السابق لتبیین الحقائق)

(۲) (مسند الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ: ۲/۸۴، رقم الحدیث: ۵۳۶۹، دار إحياء التراث العربی)

و کذا ذکر الإمام أحمد رحمہ اللہ تعالیٰ أيضاً: ”عن عقبۃ بن عامرۃ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ”من لم يقبل رخصة الله عز وجل، كان عليه من الذنوب مثل جبال عرفة“ (مسند أحمد بن حنبل: ۵/۱۶۰، رقم الحدیث: ۱۶۹۹۷، دار إحياء التراث العربی)
(۳) ذکرہ الملا علی القاری فی المرقاة باللفظ المذكور، (کتاب الصلوۃ باب الدعاء فی التشہد،

الفصل الأول: ۳/۳۱، رقم الحدیث: ۹۴۶، رشیدیہ)

اصلاح کی نیت سے بدعات میں شرکت

[۷۸۹] الاستفتاء: بعض مقامات پر دیوبندی، بریلوی سے قطع نظر ہو کر صرف آبائی تقلید کی وجہ سے بعض بدعات اس طرح گھٹی میں پڑی ہیں کہ اگر منع کریں تو مانع کو خارج از محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں تو ان کی اصلاح کی خاطر بہ نیت اصلاح داخل ہو جائیں اور بدعات کو اختیار کریں اور شدہ شدہ سنت کے طریق پر لانے کی کوشش کریں تو یہ مستحسن ہو گا یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بدعات میں کسی کی خاطر شرکت کرنے کے بعد شدہ شدہ اصلاح کرنا دشوار ہو جاتا ہے بلکہ بدعات کا بدعات ہونا بھی ذہن سے نکل جاتا ہے، پھر اصلاح کا خیال بھی نہیں رہتا، اگر رہا بھی تو جس چیز کو اپنے عمل سے پختہ کر دیا گیا ہے اس سے عوام کو منع کرنے کی ہمت باقی نہیں رہتی، اگر منع کیا جائے تو لوگ ہرگز تسلیم نہیں کرتے، بلکہ ایسے مقتدا کو غیظ کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں، اس کی نظائر بھی موجود ہیں۔ غور سے سنئے دو چیزیں ہیں: پہلی حفاظتِ دین، دوسری اشاعتِ دین، اول مقدم ہے ثانی مؤخر، ثانی کی خاطر اول کو ضائع کرنا تو دین و دانشمندی نہیں (۱)۔ فقط۔

حررہ العبد محمود غنی عنہ، ۲۳/۱۰/۸۵ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غنی عنہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

= وقد ذكره الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى في مسنده مرفوعاً في موضعين بلفظ: "عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "إن الله يحب أن تؤتى رخصه، كما يكره أن تؤتى معصيته". (۲/۲۳۹، ۲۵۰، رقم الحديث: ۵۸۳۲، ۵۸۳۹، دار إحياء التراث العربي)

(۱) "وعن أبي قلابة: لا تجالسوا أهل الأهواء ولا تجادلوهم، فإنني لا آمن أن يغمسوكم في ضلالتهم ويلبسوا عليكم ما كنتم تعرفون، قال أيوب: وكان - والله - من الفقهاء ذوي الألباب".

"وعن العوام بن حوشب أنه كان يقول لابنه: "يا عيسى! أصلح قلبك وأقلل مالك، وكان =

اصلاح کی نیت سے بدعتیوں کے ساتھ امام صاحب کی کھانے میں شرکت

سوال [۷۹۰]: ایک شخص جو کہ عالم بھی ہے اور جائز ناجائز سے بھی اچھی طرح واقف ہے وہ ایک جگہ پر امامت کرتے ہیں، مقتدی ان کے اکثر بدعتی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور مرہجہ تیجہ، چالیسواں وغیرہ سب کچھ کرتے ہیں، یہ عالم صاحب بجائے ان کو منع کرنے اور سمجھانے کے خود بھی خندہ پیشانی کے ساتھ ان کی جملہ مبتدعہ رسومات میں شریک ہوتے ہیں اور دعوت وغیرہ کا کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں۔ جب ان سے دوسرے لوگوں نے سمجھانے کے طور سے کہا تو جوابا فرمایا کہ آپ بھی تو بے نمازی داڑھی، منڈوں کے ساتھ کھاتے ہیں، پس جس طریقہ سے وہ ناجائز یا حرام ہے اسی طریقہ سے تیجہ، چالیسواں بھی سمجھ لیجئے اور پھر فرمایا کہ اگر ہم آپ کی بات کو تسلیم کر لیں اور ان کی رسومات میں شریک نہ ہوں اور نہ ہی ان کے رکھی کھانے کو کھایا جائے تو ہمیں اپنی امامت کے چلے جانے کا خطرہ ہے۔ ایک موقع پر جب ایک دوسرے عالم صاحب سے اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کا موقع ملا تو عالم صاحب نے فرمایا کہ ”اگر تم ان کی اصلاح کی غرض سے جاتے ہو تو اس میں گنجائش ہے ورنہ نہیں“، اس کے بعد انھوں نے عالم صاحب کے سامنے عذر رکھا کہ میں تو صرف ان کی اصلاح کی غرض سے شرکت کرتا ہوں، اور پھر اپنے ہم نوا لوگوں سے یہی فرمایا کہ میں تو فلاں عالم سے بھی کہہ آیا ہوں کہ میں تو برابر اسی طریقہ سے شرکت کرتا رہوں گا۔

۱..... عالم صاحب کا ان کے ساتھ شریک ہو کر دعوت کھانا، تیجہ اور چالیسواں وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

۲..... عالم صاحب کی یہ مثال پیش کرنا کہ بے نمازی اور ڈاڑھی منڈوں کے ساتھ کھانا پینا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ تیجہ، چالیسواں کا کھانا، آیا عالم صاحب کی یہ تمثیل صحیح ہے یا دونوں کھانوں میں کوئی فرق ہے؟ تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

۳..... محض امامت کے چلے جانے کے خطرہ سے ایسی رسومات میں شرکت کرنے کی گنجائش ہے؟ واضح طور پر مدلل بیان فرمائیں۔

= یقول: واللہ لأن أرى عيسى في مجالس أهل البرابط والأشربة والباطل أحب إلى من أن أراه يجالس أصحاب الخصومات، قال اب، وضاح: یعنی أهل البدع“ (الإعتصام، باب فی ذم البدع وسوء منقلب أصحابها، ص: ۶۵، ۶۶، دار المعرفة بیروت)

۴..... امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۵..... ایسے امام سے میل جول رکھنا از روئے شرع روا ہے یا ممنوع؟

۶..... عالم ثانی کا قول کہ اصلاح کی غرض سے جانے کی گنجائش ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... "اجازت رسوم و بدعات میں شرکت کرنا مذہباً اور ممنوع ہے: ﴿وَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ﴾"

القوم الظالمین ﴿الآیۃ (۱)﴾۔ اس سے ان بدعات کو فروغ ہوتا ہے حالانکہ ان کی اصلاح لازم ہے۔

۲..... ڈاڑھی منڈانا حرام ہے (۲)، لیکن جو شخص ڈاڑھی منڈے کے ساتھ کھانا کھاتا ہے وہ کھانا کسی

زہم قبیح اور بدعت کا کھانا نہیں بلکہ اگر اصلاح کی نیت ہو اور نرمی سے سمجھایا جائے تو اخلاق سے متاثر ہو کر اصلاح

کی توقع ہے (۳) اس لئے یہ مثال صحیح نہیں، یہ مثال اس وقت صحیح ہوتی کہ اس کی خاطر ڈاڑھی منڈا دی جاتی۔

تعوذ باللہ منہ۔

۳..... امامت تو دین کو قائم کرنے کے لئے ہے، محض روپیہ کی خاطر بدعات کو فروغ دینا اور مقتدیوں

کی ہاں میں ہاں ملانا منصب امامت کے خلاف ہے اور اس منصب جلیل کو ذلیل کرنا ہے (۴)۔

(۱) (الأنعام: ۶۸)

(۲) "یحرم علی الرجل قطع لحیتہ"، (الدر المختار، کتاب الکراہیۃ، فصل فی البیع: ۶/۴۰۷، ایچ ایم

سعید)

(۳) "عن تميم الداروي رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "الدين النصيحة".

(الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة: ۵۴/۱، قديمي)

قال النووي رحمه الله تعالى تحته: "أما نصيحة عامة المسلمين وهم من عداؤة الأئمة،

فإرشادهم لمصالحهم في آخرتهم ودنياهم... وأمرهم بالمعروف ونهيهم عن المنكر برفق وإخلاص،

والشفقة عليهم... وتخويلهم بالموعظة الحسنة... وحثهم على التحلق بجميع ما ذكرناه من أنواع

النصيحة وتنشيط هممهم إلى الطاعات... قال ابن بطال رحمه الله تعالى: والنصيحة لازمة على قدر

الطاقة إذا علم الناصح أنه يقبل نصحه ويطاع أمره الخ"، (شرح النووي على مسلم، ص: ۵۴/۱، قديمي)

(۴) "فإن كان من يقتدى به فلم يقدر على منعهم، خرج ولم يقعد؛ لأن في ذلك شين الدين، وفتح =

۴..... جو مقتدی ان بدعات میں مبتلا ہیں وہ تو ان ہی سے بہت خوش ہوں گے، اور جو مقتدی متبع سنت اور بدعات سے متنفر ہیں ان کو پریشانی ہوگی، بہتر یہ ہے کہ امام صاحب کی خدمت میں عرض کیا جائے کہ وہ بدعات سے پرہیز کریں، اگر امام صاحب نہ مانیں بلکہ بدعات پر مصر رہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے: ”ویکفرہ إمامة عبد وفاسق ومبتدع الخ“۔ کذا فی الدر المختار: ۱/۳۷۶ (۱)۔

۵..... ان کے ساتھ بدعات میں شریک ہونا تو جائز نہیں، معاملات کی اجازت ہے۔

۶..... اصلاح کرنا لازم ہے مگر ان کے ساتھ بدعات میں شرکت کرنے سے امام صاحب دوسروں کی تو کیا اصلاح کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں (۲)۔ ہاں اگر ان کی بات میں اثر ہے اور وہاں جا کر بدعات کو روک دیں اور لوگ توبہ کر لیں تو یقیناً اعلیٰ مقام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

بدعتی سے میل جول

سوال [۷۹۱]: اگر کوئی شخص عبادت گزار پابند صوم و صلوٰۃ ہو لیکن بدعات میں مبتلا ہو اس کے یہاں کھانا کھانا میل جول رکھنا کیسا ہے؟

عبداللہ صاحب۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کے ساتھ میل جول رکھنے اور اسکے یہاں کھانا کھانے سے اس کی اصلاح کی توقع ہو تو میل جول رکھنا بہتر ہے، اگر اس سے خود بدعات میں مبتلا ہونے یا بدعات کی تائید کا اندیشہ ہو تو میل جول نہیں

= باب المعصية على المسلمين“ (البحر الرائق، كتاب الكراهية، قبيل فصل في اللبس: ۳۴۶/۸،

رشیدیہ)

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۵۶۰/۱، سعید)

(۲) ”وعن الحسن:“ ولا تجالس صاحب هوى، فيقذف في قلبك ما تتبعه عليه فتهلك، أو تخالفه

فيمرض قلبك“ (الإعتصام، باب في ذم البدع الخ، ص: ۶۵، دار المعرفه بيروت)

رکھنا چاہئے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی غفرلہ۔

رضا خانیوں کے ساتھ معاملہ

سوال [۷۹۲]: یہاں پر جو اپنے کو سنی کہتے ہیں وہ لوگ پیروں کے مزار پر جا کر پوجا پاٹ کرتے ہیں اور علماء حق کو گالی دیتے ہیں، مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو گالیاں دیتے ہیں، اور ”بہشتی زیور“ کو غلط بتلاتے ہیں (۲) ایسے موقع پر اگر کسی کو غیر معمولی جوش آجائے اس قسم کی بدتہذیبی اور توہین کرنے والے کو قتل کر دے اور خود بھی اس کے ہاتھ سے مرجائے یا پھانسی آجائے تو شہادت ہوگی کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

قتل کرنا اور سزا میں پھانسی چڑھ جانا اصل علاج نہیں ہے (۳) ان کو صحیح راہ دکھانا حسن تدبیر سے،

(۱) ”وعن الحسن: لا تجالس صاحب هوى، فيقذف في قلبك ما تتبعه عليه فتهلك، أو تخالفه،

فيمرض قلبك“، وعن إبراهيم: ولا تكلموهم إنى أخاف أن ترتد قلوبكم“.

”وعن يحيى بن أبي كثير رحمه الله تعالى قال: إذا لقيت صاحب بدعة في طريق، فخذ في

طريق آخر“، (الإعتصام للعلامة الشاطبي رحمه الله تعالى، باب في ذم البدع وسوء منقلب أصحابها،

فصل: الوجه الثالث من النقل، ص: ۶۶، دار المعرفة بيروت لبنان)

(۲) ”وعن معاذ بن معاذ قال: قلت لعسرو بن عبيد: قال الراوى: قلت: ليس هكذا يقول أصحابنا،

قال: ومن أصحابك لا أبالك؟ قلت: أيوب، ويونس، وابن عون، والتميمي، قال: أولئك أنجاس،

أرجاس، أموات غير أحياء. فهكذا أهل الضلال يسبون السلف الصالح، لعل بضاعتهم تنفق.

وأصل هذا الفساد من قبل الخوارج، فهم أول من لعن السلف الصالح“، (الإعتصام، باب في ذم البدع

وسوء منقلب أصحابها، ص: ۹۵، دار المعرفة بيروت).

(۳) قال العلامة الشاطبي رحمه الله تعالى باحثاً عن الحكم في القيام على أهل البدع: ”فقول: إن القيام

عليهم بالشریب أو التنکیل أو الطرد أو الإبعاد أو الإنکار هو بحسب حال البدعة فی نفسها من كونها

عظيمة المفسدة فی الدین أم لا، وكون صاحبها مشتهراً بها أولاً، وداعياً إليها أولاً؟“ فخرج من =

بزرگوں سے ان کی ملاقات کرائی جائے، ان کے صحیح حالات بتائے جائیں، ان کی دینی خدمات دکھلائی جائیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جائے کہ وہی مقلب القلوب ہے، کوئی ایسا اقدام کہ جس سے آدمی خود بھی فتنہ میں مبتلا ہو اور اس سے دوسری جگہ بھی فتنہ پیدا ہو ہرگز نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد المودع عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۵/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۷/۵/۸۷ھ۔

بدعتی اور تنبیح سنت عالم کے پرکھنے کا طریقہ

سوال [۷۳]: زید کہتا ہے کہ علمائے دیوبند و علماء بریلوی دونوں نے قرآن و حدیث کی روشنی ہی میں کتابیں لکھی ہیں اور دونوں کا دعویٰ ہے کہ ہم حق پر ہیں، تقریریں بھی دونوں طرف سے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سامنے آتی ہیں۔ اب عوام کیا کریں، کس کی بات پر عمل کریں؟ فقط۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اس سب تفصیل کے معلوم کرنے کے بعد آپ خود ہی غور کریں، جواب خود بخود سامنے آجائے گا، وہ یہ ہے کہ جب آپ علمائے دیوبند کو حق پر سمجھتے ہیں تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اس طریقے کو اختیار کیجئے، یہ جواب کیسے دے سکتے ہیں کہ غیر حق کو اختیار کریں۔ اصل یہ ہے کہ طالب حق کے پاس اگر دلائل کو پرکھنے کی کسوٹی نہیں ہے تو وہ کچھ وقت ہفتہ دو ہفتہ فارغ کر کے ایک جماعت کے مقتدی کے پاس رہے اور بہت غور سے اس کی عادات، معاملات، معاشرت، اپنوں سے تعلق، غیروں سے تعلق، تنہائی کے اوقات، لوگوں کے ساتھ معاملات کو دیکھے، پھر اسی طرح دوسری جماعت کے مقتدی کے پاس رہے اور حق تعالیٰ سے دعا کرتا رہے، اللہ پاک اس کو ہدایت دیں گے، اور دل میں بات آجائے گی کہ فلاں شخص میں اخلاص ہے، دوسروں کی ہمدردی ہے، اتباع سنت ہے، خدا کا خوف ہے، خدمت دین کا جذبہ ہے، صبر و تحمل ہے، تواضع ہے، سخاوت ہے، غرض حضرت رسول مقبول

= مجموع ما تکلم فیہ العلماء أنواع: أحدها: الإرشاد والتعليم وإقامة الحجة، كمسألة ابن عباس رضي الله تعالى عنهما حين ذهب إلى الخوارج، فكلّمهم حتى رجع منهم ألفان أو ثلاثة آلاف. (الإعتصام، باب في أن ذم البدع والمحدثات عام الخ، فصل ويتعلق بهذا الفصل أمر آخر، ص: ۱۴۰، دار المعرفة بيروت)

صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ ہیں۔ اور فلاں شخص میں ریاکاری ہے، نفس پروری ہے، خواہش نفسانی کا اتباع ہے، بجائے خوف خدا کے دنیا والوں کا خوف ہے، بجائے خدمت دین کے جاہ و مال مطلوب ہے، بے صبری ہے، بے قراری ہے، تکبر ہے، بخل ہے وغیرہ وغیرہ۔ جس میں پہلی قسم کی صفات عالیہ ہوں وہ اس قابل ہے کہ اس کی صحبت اختیار کی جائے، اس کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کیا جائے، جس میں دوسری قسم کی صفات ہوں اس سے دوری اختیار کی جائے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۱/۸۹ھ۔



مروجہ فاتحہ خوانی اور ختم کا بیان

فاتحہ مروجہ

سوال [۷۹۴]: کھانے کو سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا فرض، واجب، سنت، مستحب میں سے کیا ہے؟ کیا بغیر سامنے رکھے ثواب نہ پہونچے گا؟ کھانے کا ثواب غریبوں کو کھلانے سے پہلے میت کو پہنچانے سے پہونچے گا یا نہیں؟ بغیر فاتحہ پڑھے کھانا غریبوں کو کھلا کر میت کو ثواب بخشنے سے میت کو پہونچتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

میت کو ثواب ہر نیکی کا پہونچایا جاسکتا ہے، کھانا، کپڑا، غلہ، نقد جو بھی غریب محتاج کو دیدی جائے اور میت کو ثواب پہونچانے کی نیت کر لی جائے اس سے ثواب پہونچ جاتا ہے، اسی طرح قرآن کریم، نوافل، تسبیح پڑھ کر بھی ثواب پہونچ جاتا ہے، زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہونچا دے۔ روزہ اور حج کا ثواب بھی پہونچایا جاسکتا ہے اس کے لئے دلائل شرعیہ موجود ہیں۔ ہدایہ میں (۱) اور دیگر کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

”الأصل أن كل من أتى بعبادة ما، له جعل ثوابها لغيره الخ“ الدر المختار - ”سواء كانت صلوة أو صوماً أو صدقة أو قراءة أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة أو غير ذلك“ رد المحتار ۲/۲۳۶ (۲)۔

(۱) ”الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوة أو صوماً أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة“ (الهداية، كتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۱/۴۹۶، مكتبة شرکت علمیه)

(و كذا في البحر الرائق، باب الحج عن الغير: ۱۰۵/۳، رشیدیہ)

(والعناية على الهداية على هامش فتح القدير، باب الحج عن الغير: ۱۴۲/۳، مصطفى البابي الحلبي، مصر)

(۲) (رد المحتار، باب الحج عن الغير: ۵۹۵/۲، سعید)

لیکن کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور یہ سمجھنا کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہونچتا یہ غلط ہے، کسی دلیل سے ثابت نہیں اس سے پرہیز لازم ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ایضاً

سوال [۷۹۵]: فاتحہ مروّجہ حال یعنی کھانا، مٹھائی سامنے رکھ کر قرآن کی کچھ آیتیں یا سورتیں پڑھ کر اس کھانے اور قرآن کا ثواب میت کو پہونچاتے ہیں اور اس طریقہ سے نہ کرائیں تو ان کی سمجھ میں ثواب نہیں پہونچتا اور تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کرتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں، اگر کوئی اس مروّجہ طریقہ کو منع کرے تو اس کو وہابی کہتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور خاص کر امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے ثابت ہے، اگر ہے تو ان کی کس کتاب میں ہے؟ مع جلد صفحہ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بلا التزام تاریخ ومہینہ وغیرہ کے نفس ثواب پہونچانا قرآن کریم پڑھ کر، نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر، غرباء و مساکین کو کھانا کھلا کر، کپڑا وغیرہ دے کر، بلاشبہ بہتر و مستحسن ہے، شریعت کے نزدیک پسندیدہ ہے، حدیث وفقہ سے ثابت ہے (۲) لیکن فاتحہ مروّجہ (۳) تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں (۴) یہ سب چیزیں شرعاً بے اصل ہیں

(۱) "قال العلامة اللکنوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی الفاتحة المروّجة: "این طور مخصوص نہ در زمان آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود، و نہ در زمان خلفاء، بلکہ وجود آں در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ، و حالاً در حریم شریفین - زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً - عادات خواص نیست..... و این را ضروری دانستن مذموم است الخ"۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی

ہامش خلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الصلوٰۃ، أبواب الجنائز: ۱/ ۱۹۵، امجد اکیدمی، لاہور)

(۲) (تقدم تخريجہ من رد المحتار، باب الحج عن الغير: ۲/ ۲۹۵، سعید، تحت عنوان: "فاتحہ مروّجہ")

(والہدایۃ، باب الحج عن الغير: ۱/ ۲۹۶، مکتبہ شرکت علمیہ، رقم الحاشیہ: ۱)

(والبحر الرائق، باب الحج عن الغير: ۳/ ۱۰۵ رشیدیہ)

(والعنایۃ علی الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر، کتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۳/ ۱۳۲ مصطفیٰ البابی

الحلبی، مصر)

اور بدعت و ممنوع ہیں، نہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا، نہ تابعین عظام کا، نہ تبع تابعین کا، نہ امام اعظم کا، نہ ان کی کسی کتاب میں منقول ہیں (۱)۔ جو شخص اس کا مدعی ہے اس سے پوچھنا چاہئے کہ کس کتاب میں لکھا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب آزر جندی کی حقیقت اور فاتحہ مروجہ

سوال [۷۹۶]: استفتا، اما قولکم فی هذه المسئلة رحمکم اللہ تعالیٰ أیہا العلماء؟

ایک شخص فاتحہ مروجہ کے جواز میں دلیل میں دو روایتیں پیش کرتا ہے:

۱..... ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتویٰ ”آزر جندی“ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ: ”آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے تیسرے دن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ اور چھوڑے لا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس پر ایک مروجہ طریقہ کے مطابق ہاتھ اٹھا کر چاروں قل اور سورہ فاتحہ پڑھ کر ثواب روح اپنے صاحبزادے کو بخشا۔“ انتہی ملخصاً۔

(۳) (تقدم تخریجه من مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الصلوة، أبواب

الجنائز: ۱/ ۱۹۵، امجد اکیدمی، تحت عنوان: ”فاتحہ مروجہ“)

(۴) ”وفی البرازية: ”ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث و بعد الأسبوع، ونقل الطعام إلى

المقابر الخ.“ (رد المحتار، باب صلوة الجنائز، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت؛

۲/ ۲۴۰، سعید)

(و كذا في البرازية، كتاب الصلوة، الفصل الخامس والعشرون في الجنائز، نوع آخر: ۳/ ۸۱، رشیدیہ)

(و كذا في مراقی الفلاح، باب احکام الجنائز، قبیل فصل فی زیارة القبور: ۶۱۷، ۶۱۸، قدیمی)

و المراقی فی هذا الموضع: ”وهی بدعة مستقبحة“ (ص: ۶۱۸)

(۱) ”البدعة: وهی كما فی السعرب اسم من ابتدع الأمر إذا ابتدأه وأحدثه ثم غلبت علی ما هو

زیادة فی الدین، أو نقصان منه، وعرفها الشمسی بأنها ما أحدث علی خلاف الحق الملتقى عن رسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دینا قویما و صراطا

مستقیما“ (البحر الرائق، باب الإمامة: ۱/ ۶۱۱، رشیدیہ)

۲.....ام سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال پر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک کنواں کھدوایا تھا، تیار ہو جانے پر ہاتھ اٹھا کر فرمایا: ”اللہم هذه لأم سعد“ (۱)۔ اس سے بھی فاتحہ مروجہ کا سنت ہونا معلوم ہوتا ہے اس کا کیا جواب ہے؟

۳.....فاتحہ علی الطعام اور رفع یدین علی الطعام کے بارے میں فقہاء کے کچھ اقوال ہیں مجوزین فاتحہ کے دلائل کے جوابات کس کتاب میں ملیں گے؟

۴.....جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو قبروں پر تر شاخ کو شق کر کے گاڑ دیا اور فرمایا کہ ”جب تک تر رہیں گی، عذاب میں تخفیف رہے گی“، اس سے قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانے کی دلیل پکڑتے ہیں (۲)۔ کہتے ہیں: ﴿وإن من شيء إلا يسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم﴾۔ الآية (۳) قول اللہ تعالیٰ ہے اور یہ ذی حیات کے ساتھ مخصوص ہے اور ترکیزی ذی حیات ہے۔ تو یہ استدلال صحیح ہے یا نہیں؟ اگر یہ خصوصیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے تو اس کی کیا دلیل ہے، وہ دونوں قبریں مسلمانوں کی تھیں یا کفار کی؟ اور اس کی دلیل۔

(۱) ”عن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: یا رسول اللہ! إن أم سعد ماتت، فأبی الصدقة أفضل؟ قال: ”الماء“، فحفر بئراً، وقال: هذه لأم سعد“۔ (رواہ أبو داود والنسائی، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل الصدقة، ص: ۱۶۹، قدیمی)

اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ اس حدیث میں ایک تو رفع یدین کا ذکر نہیں، دوسرا یہ کہ ”هذه لأم سعد“ کس کا مقولہ ہے، ظاہر یہ ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ہے، پھر بھی استدلال تام نہیں بلکہ ایصال ثواب زبان سے کرنا اس سے مراد ہے۔

(۲) ”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: مر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی قبرین، فقال: ”إنهما یعذبان“۔ ثم دعا بعسیب رطب، فشقه باثنتين، ثم غرس علی هذا واحداً وعلی هذا واحداً، وقال: ”لعله یخفف عنهما ما لم یبسا“۔ (سنن أبی داود، کتاب الطہارۃ، باب الاستبراء من البول، ۴/۱، دار الحدیث ملتان)

(و رواہ البخاری فی الجنائز، باب الجرید علی القبر، ۱/۱۸۱، ۱۸۲، قدیمی)

(۳) (الإسراء: ۴۴)

۵..... براہین قاطعہ میں ”لا صلوة بحضرة الطعام“ (۱) سے عدم جواز دعاء علی الطعام لایصال الثواب پر استدلال کیا گیا ہے۔ زید کہتا ہے کہ یہ اس کھانے کے واسطے ہے جو اپنے کھانے کے واسطے ہو، دوسرے کھانے پر دعاء کرنا اس حدیث سے ناجائز نہیں۔
المستفتی: محمد فاروق، مقام اتر اوں، ضلع الہ آباد، ۲۸/ شوال ۱۴۰۰ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

۲،۱..... یہ کتاب ملا علی قاری کی تصنیف نہیں اور یہ روایت بھی صحیح نہیں، کتب حدیث میں اس روایت کا کوئی نشان نہیں (۲)۔ مولانا عبدالحی نے اس کو موضوع لکھا ہے، فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص: ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، پر اس روایت کے متعلق تفصیلی رد موجود ہے (۳) اور وہابی، لکھنؤ، مراد آباد، پانی پت وغیرہ کے بہت سے علماء کے

(۱) (براہین قاطعہ، ص: ۹۰، ۹۱، دار الاشاعت کراچی)

(والحدیث أخرجه البخاری فی الأذان، باب إذا حضر الطعام الخ: ۹۲/۱، قدیمی)

(و مسلم فی: باب کراهة الصلوة بحضرة الطعام الذي يريد أكله الخ: ۲۰۸/۱، قدیمی)

(۲) روایت کو فتاویٰ رشیدیہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: ”قال: كان اليوم الثالث عن وفات إبراهيم بن محمد صلى الله تعالى عليه وسلم، جاء أبو ذر رضى الله تعالى عنه عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، معه ثمرة يابسة ولبن الناقة وخبز الشعير، فوضعها عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، فقرأ النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الفاتحة مرة وسورة الإخلاص ثلاث مرات، وقرأ: ”اللهم صل على محمد أنت لها أهل“، فرفع يديه ومسح وجهه، فأمر بأبي ذر أن يقسمهما، وقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: ”ثواب هذه الأطعمة لإبراهيم“ (باب البدعات، ص: ۴۴۶، سعيد)

(۳) ”نہ کتاب آ زر جندی از تصانیف ملا علی قاری است، و نہ روایت مذکورہ صحیح و معتبر است، بلکہ موضوع است و باطل، بر آں اعتماد نشاید، و رکتب حدیث نشانے از بیچور وایت یافت نمی شود“ حررہ..... أبو الحسنات. مہر: (أبو الحسنات محمد عبد الحی)

”یہ حدیث وضعی ہے اور بنانے والا اس کا کاذب اور مغتربی ہے اور آ زر جندی کوئی کتاب ملا علی قاری کی تصنیف سے نہیں ہے“۔ انتہی بلفظ محمد صدر الدین صدر الصدور وہابی۔ (فتاویٰ رشیدیہ، باب البدعات، ص: ۴۴۶، سعید)

دستخط اس پر متفقہ ہیں (۱) اس روایت سے فاتحہ مروجہ پر استدلال کس طرح ہوا، کیا فاتحہ پڑھی ہے یا کچھ پڑھ کر پانی پر دم کیا ہے (۲)۔

۳..... فتح العزیز، شرح سفر السعادت (۳) فتاویٰ رشیدیہ (۴) براہین قاطعہ (۵) فتاویٰ دار العلوم (۶) امداد الفتاویٰ (۷) مائتہ مسائل (۸) وغیرہ میں اس طریقہ مروجہ کی ممانعت مذکور ہے اور بغیر رفع یدین

(۱) جن حضرات کے دستخط اور مہر میں موجود ہیں ان کے لئے فتاویٰ رشیدیہ باب البدعات، ص: ۴۴۶، ملاحظہ فرمائیں:

(۲) قاعدہ مسلمہ ہے کہ کسی دلیل میں کئی احتمالات ہوں تو اس سے استدلال درست نہیں ہوتا ہے۔

(۳) ”وعادت نبو کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند، نہ بر سر گور و نہ غیر آل، و این مجموع بدعت است و مکروه، نعم تعزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است، اما این اجتماع مخصوص روز سوم و ارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بوسیلت از حق یتامی بدعت است و حرام“۔ (شرح سفر السعادات للعلامة اللکنوی، ص: ۲۷۳، طبع منشی نول کشور)

(۴) ”سامنے کھانا یا کچھ شیرینی رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھنا درست ہے یا نہیں الخ“۔

”جواب: فاتحہ مروجہ شرعاً درست نہیں ہے بلکہ بدعت سیدہ ہے، کذا فی اربعین و فتاویٰ سمرقندی، فقط“۔ (فتاویٰ

رشیدیہ، باب البدعات، ص: ۴۴۹، سعید)

(۵) (براہین قاطعہ، ص: ۹۰-۹۳، دارالاشاعت کراچی)

(۶) ”مگر فاتحہ کی جو رسم ہندوستانی مسلمانوں میں رائج ہے وہ نہ سنت ہے، نہ مستحب، نہ مباح، بلکہ سراسر سنت سنّیہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔۔۔ پس اس بارے میں سنت سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ کھانے سے پہلے ”بسم اللہ“ اور ختم طعام پر ”الحمد للہ“ پڑھی جائے اور یہی طریقہ زمانہ صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہاء مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور حرمین شریفین کے رہنے والوں میں رائج ہوا، بلکہ تمام ملک تجاز میں آج تک اسی طرح جاری ہے۔ اس صورت میں فاتحہ مروجہ مسلمانان ہند بلاشبہ ناروا اور ناجائز ہے“۔ (فتاویٰ دار العلوم المسمیٰ بعزیز الفتاویٰ کتاب، السنۃ والبدعة، ص: ۱۱۰، ۱۱۱)

(۷) ”سوم و دہم و چہلم وغیرہ۔۔۔ و آنکہ طعام رو برو نہادہ چیزے خوانند، این ہم طریقہ ہنود است، ترک چنین رسوم واجب است کہ ”من تشبه بقوم فهو منهم“ و ہر گاہ طعام نکین بدعات متلبس شد، بہتر آنکہ اس چنین طعام خوردہ شود الخ“۔

(امداد الفتاویٰ، کتاب البدعات: ۵/۲۶۰-۲۶۱، مکتبہ دارالعلوم کراچی)

(۸) ”مقرر کردن روز برائے فاتحہ چہلم از شروع ثابت نہ شدہ، و معین نمودن روز برائے فاتحہ =

وغیرہ کے نفس سوئم وغیرہ کی ممانعت ”فتح القدیر“ (۱) ”فتاویٰ بزازیہ“ (۲) ”شامی“ (۳) وغیرہ کتب فقہ میں موجود ہے۔

۴۔ اس روایت سے استدلال کرنے میں اشکال ہے، وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ سے علم ہو گیا تھا کہ قبر میں عذاب ہو رہا ہے (۴) کیا آج بھی کسی پر وحی آتی ہے کہ فلاں قبر میں عذاب ہو رہا ہے؟ نیز جن مزارات پر یہ لوگ پھول چڑھاتے ہیں کیا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان اولیاء اللہ پر عذاب ہو رہا ہے، مثلاً: اجمیر شریف، کلیر شریف، دہلی شریف میں عامۃ حاضر ہو کر مقابر اہل اللہ کی قبروں پر چڑھاتے ہیں، کیا یہی عقیدہ ہوتا ہے (۵) کسی فاسق فاجر کی قبر پر نوبت کم آتی ہے۔

اس حدیث کے ذیل میں علماء نے تخصیص کا احتمال بھی لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

= چہلم باعتقاد آلکہ قبل از چہلم روز و بعد از چہلم روز ثواب طعام بمردہ نخواهد رسید، یا در روز چہلم زیادہ تر ثواب خواهد رسید غیر جائز است، و غیر جائز نمودن گناہ است. و اصرار بر آن کبیرہ است، و طریق فائحہ کہ در مردمان رواج دارد کہ ایصال ثواب طعام بدون قرأت سورۃ فاتحہ وغیرہ بمردہ نمی رسد، این ہم از کتابی نیست، بلکہ در چہلم وغیرہ طعام ساختن اعتبار می ندارد الخ۔ (مآلہ مسائل، سوال شانزدہم، ص: ۳۴، کتب خانہ گلزار استاد مردان)

(۱) ”و یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اهل الميت؛ لانه شرع فی السرور لا فی الشرور، وہی بدعة مستقبحة“۔ (فتح القدیر، قبیل باب الشہید: ۱۳۲/۲، مصطفى البابی الحلبي مصر)

(۲) وفی البزازیہ: ”و یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الأسبوع والأعیاد“۔ (کتاب الصلوۃ، الخامس والعشرون فی الجنائز الخ، نوع آخر: ۸۱/۴، رشیدیہ)

(۳) (رد المحتار، باب صلوۃ الجنائز، مطلب فی کراہۃ الضیافۃ من اهل الميت: ۲/۲۴۰، سعید)

(۴) ”قال المارزی: یحتمل أن یكون أوحی إلیہ أن العذاب یخفف عنہا هذه المدة“۔ (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا یستتر من بولہ: ۳۲۵/۱، قدیمی)

(۵) ”قلت: إن كانوا یدعون اتباع الحدیث، فعلیہم أن یضعوا الجرائد دون الریاحین، وعلی

المعذبین دون المقربین، لأن الحدیث إنما ورد فی المعذبین الخ“۔ (بدر الساری علی حاشیة

فیض الباری، باب من الكبائر أن الخ: ۳۱۱/۱، خضر راد بکذیب دیوبند)

خصوصیت تھی (۱) اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یقین کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا، بلکہ ”لعل“ فرمایا ہے (۲)۔ اس حدیث کی شرح میں حافظ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”إن إلقاء الرياحين ليس بشيء اه“ (۳)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری: ۱/۲۷۷ میں لکھا ہے (۴):

”وأما حديث الباب فظاهر من مجموع طرقه أنهما كانا مسلمين، ففي رواية ابن مساحقة: ”مر بقبرين جديدين“ (۵)، فالتفتي كونهما في الجاهلية، وفي حديث أبي أمامة عند أحمد (۶): أنه صلى الله تعالى عليه وسلم مر بالمقبع فقال: ”من دفنتم اليوم ههنا“؟ فهذا يدل على أنهما كانا مسلمين۔ وفي رواية أبي بكره عند أحمد (۷) والطبرانی (۸) بإسناد صحيح: ”يعذبان، وما يعذبان في كبير، وما يعذبان إلا في الغيبة والبول“، فهذا الحصر ينفي كونهما

(۱) ”بعض العلماء قال: إنها واقعة عين يحتمل أن تكون مخصوصة بمن أطلع الله تعالى على حال الميت“، (فتح الباری، کتاب الجنائز، باب الجريدة على القبر: ۳/۲۲۳، دار المعرفة)

”وقد استنكر الخطابي ومن تبعه وضع الناس الجريدة ونحوه في القبر عملاً بهذا الحديث، قال الطرطوسي: لأن ذلك خاص ببركة يده الخ“، (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله: ۱/۴۲۵، قديمی)

(و كذا في فيض الباری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن الخ: ۱/۳۱۱، خضر راه بکذبو دیوبند)

(۲) ”و“لعل“ للترجي

(۳) (عمدة القاری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله: ۳/۱۸۰، دار الكتب العلمية بیروت)

(۴) (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله: ۱/۴۲۶، قديمی)

(۵) (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب التشديد في البول، ص: ۲۹، قديمی)

(۶) (مسند الإمام أحمد، حديث أبي أمامة، رقم الحديث: ۸۹/۲۱۷، ۵/۳۵۷، دار إحياء التراث العربی بیروت)

(۷) (مسند الإمام أحمد، حديث أبي بكره نفع بن حارث، رقم الحديث: ۹۸۶۰، ۵/۱۲، دار إحياء التراث العربی بیروت)

(۸) ”عن عائشة رضي الله عنها: قالت: مر النبي ﷺ بقبرين يعذبان، فقال: ”إنهما يعذبان، وما =

کائنات کافرین؛ لأن الکافر وإن عذب علی ترک أحكام الإسلام، فإنه یعذب مع ذلك علی الکفر
بلا خلاف“ (۱)۔

۵..... تخصیص کی دلیل کیا ہے جب کہ الفاظ عام ہیں (۲) اور جواز کی دلیل کوئی حدیث ہے۔ فقط واللہ
سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ نگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ ذیقعدہ/ ۱۴۰۷ھ۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ کا ثبوت نہیں

سوال [۷۹]: کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام، امام حسن، حسین، حضرات تابعین،
حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت غوث پاک، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کھانے کو سامنے رکھ کر
فاتحہ پڑھ کر بخشا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ اکابر تو متبع شریعت اور پابند سنت تھے یہ بے دلیل اور غلط طریقہ کو کیسے اختیار کر سکتے ہیں (۳)۔ فقط
واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔

= یعذبان فی کبیر، کان أحدهما لا یتنزه من البول“۔ الحدیث۔ رواہ الطبرانی فی الأوسط“۔ (مجمع
الزوائد: ۱/ ۲۰۷، دار الفکر)

(۱) (فتح الباری، کتاب الوضوء، باب من الكبائر أن لا یشتتر من بولہ: ۱/ ۲۲۶، قدیمی)

(۲) ایصال ثواب عبادت ہے اور عبادت میں جو دلیل عام ہو، اسکی تخصیص رائے سے کرنا جائز نہیں ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری
رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”قلت: ثم رأيت أنهم كلهم لا يكثر ثون بتخصيص الأحاديث الواردة في الأخلاق
والمعاملات، ويخصونها بالرأي ابتداءً بلا تكبير، بخلاف العبادات الخ“۔ (مقدمة فيض الباری،
تخصیص العام بالرأی: ۱/ ۶۳، حضر راہ بکذبو دیوبند)

(۳) (تقدم تخريجہ من مجموعة الفتاوى للكنوى رحمہ اللہ تعالیٰ علی هامش خلاصة الفتاوى، أبواب
الجنائز: ۱/ ۱۹۵، امجد اکیڈمی، تحت عنوان: ”فاتحہ مرید“)

شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ

سوال [۷۹۸]: مولوی رحمت اللہ صاحب نقشبندی ہمارے گاؤں میں ایک صاحب ہر سال تعزیہ نکالتے تھے اب انہوں نے یہ سلسلہ بند کر دیا ہے، اب وہ شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ کرتے ہیں اور مساکین کو کھانا اور کپڑا تقسیم کرتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی حرج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

تعزیہ کا بند کر دینا تو بہت ضروری تھا (۱)، سو بند کر دیا، فالحمد لله على ذلك، شہدائے کربلا یا دیگر اکابر و اقرباء کے لئے ایصالِ ثواب کرنا بغیر کسی ثابت شدہ پابندی و تقیید کے درست اور باعثِ اجر ہے (۲)۔ مگر اس قسم کے امور جہاں تک ہو سکے مخفی طور پر کئے جائیں جن میں شہرت اور نمود نہ ہو، اگر ناموری کے لئے کئے جائیں گے تو اجر ضائع ہو جائے گا، ریاکاری کا وبال مستغل ہوگا جو کہ سخت ترین معصیت ہے (۳)۔

(۱) "فقال أبو سعيد: أما هذا فقد قضى ما عليه، سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "من رأى منكم منكراً، فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، وإن لم يستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإيمان". (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان: ۵۱/۱، قديمي)
اس حدیث شریف کا تقاضا یہ ہے کہ اس جیسے منکرات کو ختم کیا جائے۔

(۲) (تقدم تخريجه من الهداية باب الحج عن الغير: ۲۹۶/۱، مكتبة شرکت علميه، ملتان)
(والبحر الرائق، باب الحج عن الغير: ۱۰۵/۳)
(والعناية على الهداية على هامش فتح القدير، باب الحج عن الغير: ۱۲۲/۳، مصطفى البابي مصر، و رد المحتار، باب الحج عن الغير: ۵۹۵/۲، سعيد)

(۳) "عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: خرج علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، ونحن نذاكر المسيح الدجال، فقال: "الأخبركم بما هو أخوف عليكم عندي من مسيح الدجال؟" قال: فقلنا: بلى، فقال: "الشرك الخفي أن يقوم الرجل يصلي، فيزين صلوته لما يرى من نظر رجل".
"و عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من يسمع، يسمع الله به، و من يراء الله

به". (رواهما ابن ماجه في الزهد، باب الرياء والسمعة، ص: ۳۱۰، قديمي)

جو فاتحہ کا طریقہ آج کل رائج ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر مخصوص آیات اور سورتیں پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر اس کے ثواب نہیں پہونچتا (خواہ عملاً ہی سہی) بالکل غلط ہے (۱)، تاریخ یادن کی تعین و تقیید بھی اس کام کے لئے شرعاً ثابت نہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

دفن کے بعد مکان پر مخصوص فاتحہ

سوال [۷۹۹]: میت کے دفن کے بعد اعزہ وغیرہ کا میت کے گھر پہونچ کر کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر کھانے پر فاتحہ پڑھنا اور دوسروں کو بھی ہاتھ باندھنے پر مجبور کرنا اور جو نہ شریک ہو اس کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟
الجواب حامداً و مصلیاً:

بالکل بے اصل (۳) اور خلاف سنت ہے (۴)، اس کو ترک کرنا لازم ہے (۵)، اس میں شریک نہ

= قال العلامة المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ: "وقد سئل الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ عن الریاء، فقال علی البدیہۃ: ہو فتنة عقدھا الهوی حیال أبصار قلوب العلماء، فنظروا بسوء اختیار النفوس، فأحبطت أعمالہم" (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۱/۵۸۰، مکتبہ نزار ریاض)

(۱) (تقدم تخريجه من مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى، كتاب الصلوة، أبواب الجنائز: ۱/۱۹۵، امجد اکیدمی، تحت عنوان: "فاتحہ مرویہ")

(۲) (تقدم تخريجه من رد المحتار: ۲/۲۴۰، والبرازية: ۳/۸۱، و مراقی الفلاح، ص: ۶۱۷، ۶۱۸، تحت عنوان: "أيضاً"، بعد عنوان: "فاتحہ مرویہ")

(۳) "این طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود و نہ در زمان خلفاء، بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر اند منقول شدہ، و حالاً در حریم شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً عادات خواص نیست۔ و این را ضروری دانستن مذموم است۔" (مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی، کتاب الصلوة، أبواب الجنائز: ۱/۱۹۵، امجد اکیدمی)

(۴) تعزیت میں مستحب یہ ہے کہ دفن کے متصل بعد اہل میت کے پاس آ کر ان کو تسلی دی جائے اور ان کے لئے اور میت کے لئے دعائے مغفرت کی جائے، اس کے بعد تمام اپنے اپنے کام میں مصروف ہوں۔ (کما فی رد المحتار: کتاب الصلوة، باب صلوة الجنائز: ۲/۲۴۱، سعید)

(۵) قال المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحت حدیث: "من أحدث فی أمرنا هذا: أي أنشأ و اخترع و اتی بأمر =

ہونے والے کو برا کہنا معصیت ہے (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

قل پنچایت اور فاتحہ

سوال [۸۰۰]: فاتحہ دینی درست ہے تو کس طرح؟ اور اس طریقہ پر فاتحہ دینی کیسی ہے کہ ایک شخص کے سامنے کھانا ایک رکابی میں اور پانی گلاس وغیرہ میں رکھنا اور ہاتھ اٹھا کر درود شریف و سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص پڑھ کر اس کھانے کو بچوں کو کھلاتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ کتب معتبرہ بیان کیجئے اور قل پنچایت اور ختم وغیرہ پڑھنا کیسا ہے؟

شریف احمد انبھٹوی، معلم مدرسہ ہذا، ۱۶/۱۰/۶۰ھ۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ شرعاً بے اصل، بدعت، ناجائز اور قابل ترک ہے۔ ثواب پہونچانے کا شریعت کے موافق طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر کسی غریب کو کھانا، کپڑا وغیرہ کوئی چیز دے کر دعا کرے کہ اے اللہ! اس کا ثواب فلاں شخص کو پہونچا دے، اگر تمام مسلمانوں کی نیت کرے تو اور زیادہ اچھا ہے:

” (ولہذا اختاروا): أى الشافعية فى الدعاء: اللہم اوصل مثل ثواب ما قرأته الى فلان، أما عندنا (أى الحنفية) فالواصل إليه نفس الثواب۔ وفى البحر: من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز، ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة۔ كذا فى البدائع۔ شامی: ۱/۹۴۳ (۲)۔

”و عن المحيط: الأفضل لمن يتصدق نفلاً أن ينوي لجميع المؤمنين والمؤمنات؛

= حدیث من قبل نفسه ... (ما ليس منه) أى رأياً ليس له فى الكتاب أو السنة عاصد ظاهر أو خفى، ملفوظ

أو مستنبط (فہررد): أى مردود علی فاعله لبطالانہ“، (فیض القدير: ۱۱/۵۵۹۳، مکتبہ نزار ریاض)

(۱) ”عن المرجئة، فقال: حدثني عبد الله رضى الله تعالى عنه أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال:

”سباب المسلم فسوق، وقتاله كفر“، (صحيح البخارى، كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن أن يحبط

عمله: ۱/۱۲، قديمی)

(۲) (رد المحتار، باب الجنائز، مطلب فى القراءة للميت وإهداء ثوابها له: ۲/۲۴۳، سعيد)

لأنها يصل إليهم، لا ينقص من أجره شيء، اهـ۔ رد المحتار: ۱۰۸/۲ (۱)۔ فقط والله اعلم۔

حرره العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۰/۱۱/۶۰ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح عبداللطیف، ۱۱/۱۱/۶۰ھ۔

ختم کے بعد کھانا

سوال [۸۰۱]: اکثر لوگ عورتوں اور مردوں کو جمع کر کے ایک ایک پارہ قرآن مجید کا ہر شخص کو دیکر پڑھواتے ہیں یا یتیم خانہ کے بچوں کو بلا کر قرآن شریف پڑھوا کر اپنے مرحوم رشتہ داروں کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ ایسا کرنا گناہ تو نہیں ہے؟ یہ بدعت ہے یا نہیں؟ واضح رہے پڑھوانے کے بعد بچوں کو کھانا کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

یسین شریف کا ختم

سوال [۸۰۲]: بہت سی عورتیں اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے یسین شریف ۴۱/۱ یا ۷۱/۱ بار پڑھ کر اس کا ثواب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور سب کو پہنچا کر اپنے واسطے دعا کر لیتی ہیں۔ یہ طریقہ بھی جائز ہے یا نہیں؟
الجواب حامداً و مصلیاً:

۱..... قرآن کریم پڑھ کر ثواب پہنچانا مفید ہے ہرگز گناہ نہیں (۲) لیکن اس کے لئے یہ صورت اختیار کرنا کہ مجمع اکٹھا کیا جائے (۳) اور پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جائے یہ ثابت نہیں، یہ کھانا پڑھنے اور ختم کرنے کی

(۱) (رد المحتار، باب الجنائز، مطلب فی القراءة للمیت و إهداء ثوابها له: ۲۴۳/۲، سعید)

(و کذا فی البحر الرائق، کتاب الحج، باب الحج عن الغير: ۱۰۵/۳، رشیدیہ)

(۲) (تقدم تخريجه من الهداية، باب الحج عن الغير: ۲۹۶/۱، شرکت علمیہ) (ورد المحتار، باب الحج عن الغير: ۵۹۵/۲، سعید)

(و البحر الرائق، باب الحج عن الغير: ۱۰۵/۳، رشیدیہ)

(و العناية على الهداية على هامش فتح القدير، باب الحج عن الغير: ۱۴۲/۳، مصطفى البابی الحلبي، مصر)

(۳) "مقرر کردن روز سوم و غیرہ بالتخصیص، و او را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت =

اُجرت کے درجہ میں آتا ہے جو کہ شرعاً منع ہے۔ فتاویٰ بزازیہ، رد المحتار وغیرہ میں اس کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے اس کو اُجرت کے تحت پڑھنے سے ثواب نہیں ہوتا بلکہ گناہ ہوتا ہے (۱)۔

۲..... سورہ یسین شریف کو ۴۱/ یا ۷۱ دفعہ پڑھ کر دعا کرنے کا عمل اگر تجربہ سے مفید ثابت ہو اور اس سے مصائب دور ہو جاتے ہوں تو درست ہے (۲)۔ مصائب دور کرنے کے لئے اصل عمل حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ادا کرنا اور گناہوں سے پرہیز، نیز سنت کی اشاعت کرنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

وظیفہ سورہ یسین کے ختم پر شیرینی

سوال: یسین شریف تین دن وظیفہ کے طور پر ۴۱، ۴۱ بار پڑھنے پر تینوں دن کوئی میٹھی چیز تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

= نیست، صاحب نصاب الاحتساب آن را مکروہ نوشتہ رسم الخ "از لکنوی رحمہ اللہ تعالیٰ".
(فتاویٰ رشیدیہ، باب البدعات، ص: ۴۴۸، سعید)

(۱) قال العلامة ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ بعد بحث طویل فی تنقیح المسئلة: "قال تاج الشريعة فی شرح الهداية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى، وقال العيني رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا، والآخذ والمعطى آثمان، فإذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة، فأين يصل الثواب إلى المستأجر، ولولا الأجرة لما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان الخ". (رد المحتار، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۵۶/۶، سعید)

(و كذا فی البزازیة، كتاب الإجارة، نوع فی تعليم القرآن والحرف: ۳۹/۵، رشیدیہ)

(۲) یعنی بطور رقیہ جائزہ ایسا کرنا جائز ہے کما قالہ ابن عابدین: "أختلف فی الاستشفاء بالقرآن بأن یقرأ علی المريض أو الملدوغ الفاتحة..... قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ: وعلى الجواز عمل الناس اليوم". (رد المحتار، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۳۶۳/۶، سعید)

الجواب حامداً ومصلياً :

فی نفسہ اس میں کوئی خرابی نہیں، نہ شریعت میں اس کا کوئی حکم ہے، ممکن ہے کہ یہ تجربہ کی چیز ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاء العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۲۸/۶/۱۴۰۶ھ۔

ختم قرآن پر دعوت

سوال [۸۰۲]: میرے بچے نے قرآن شریف حفظ کر لیا ہے، میرا ارادہ ہے کہ ایک ترغیبی جلسہ کر کے شیرینی تقسیم کر دوں، کیا ایسا کرنے سے کوئی شرعی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً :

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی دولت ہے، اس کا حفظ کر لینا بہت بڑی دولت ہے، اگر شکرانہ کے طور پر احباب و متعارفین کو مدعو کیا جائے اور غرباء و احباب کو کھانا کھلایا جائے تو یہ اس نعمت کی قدر دانی ہے ممنوع نہیں، ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک دوسروں کو بھی حفظ کا شوق عطا فرمائے اور یہ اجتماع ترغیب و تبلیغ میں معین ہو جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سورہ بقرہ یاد کی تھی تو ایک اونٹ ذبح کر کے احباب و غرباء کو کھلایا تھا (۱) اس لئے سلف صالحین میں اس کی اصل اور نظیر موجود ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ کے یہاں اخلاص کی قدر ہے (۲) ریا اور فخر کے لئے جو کام کیا جائے وہ مقبول

(۱) "مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: تعلم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ البقرة في اثنتي عشرة سنة، فلما ختمها نحر جزوراً". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۱/۳۰، رقم: ۴۰، دار الكتب العلمية بيروت)

(۲) ﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾. (البينة: ۵)

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الله لا ينظر إلى صوركم وأموالكم، ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم". (مشكوة المصابيح، كتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الفصل الأول، ص: ۲۵۴، رقم الحديث: ۵۳۱۴، قدیمی)

نہیں (۱) اور نیت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے (۲) مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی غور طلب ہے کہ اگر اس نے رسم کی صورت اختیار کر لی تو اور پریشانی ہوگی، اس لئے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخفی طور پر غرباء کو ان کی ضرورت کی اشیاء دیدی جائیں (۳) اور بچے نے جہاں ختم کیا ہے، وہاں پڑھنے والے بچوں اور ان کے اساتذہ کو شیرینی وغیرہ دیدی جائے اور مدرسہ کی امداد کر دی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود وغفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۸/۷/۸۹ھ۔

ایمان کے شکر میں ختم

سوال [۸۰۵]: اپنے ایمان کو تازہ اور مسلمان ہونے کے شکر پر اگر کچھ عورتیں ایک جگہ جمع ہو کر یسین شریف یا قرآن شریف پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

ایمان کے شکر یہ میں جمع ہو کر یسین شریف یا قرآن شریف کا ختم کرنا ثابت نہیں، ایمان کا شکر تو یہ ہے کہ ایمان کے تقاضوں پر پختگی سے عمل کیا جائے اور جو چیزیں ناجائز ہیں ان سے پورا پرہیز کیا جائے (۴) فی

(۱) "عن أبي سعيد عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "من يسمع يسمع الله به، و من ير آىء ير آىء الله به" (ابن ماجه فى الزهد، باب الرياء والسمعة، ص: ۳۱۰، قدیمی)

(وأيضاً راجع ماتقدم من فیض القدیر قول الإمام الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فی الرياء، تحت عنوان: "شہدائے کربلا کے لئے فاتحہ")

(۲) قال الله تعالى: ﴿يَعْلَمُ مَا تَسْرُونَ وَمَا تَعْلَنُونَ﴾، والله عليم بذات الصدور ﴿﴾. (التغابن: ۴)

وقال تعالى: ﴿قُلْ إِنْ تَخْفَوْنَ مَا فِىْ صُدُورِكُمْ أَوْ تَبْدُوهُ، يَعْلَمُهُ اللهُ﴾. (آل عمران: ۲۹)

(۳) قال الله تعالى: ﴿إِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَنَعْمَا هِىَ، وَإِنْ تَخْفَوْهَا وَتُوْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾. (البقرة: ۲۷۱)

(۴) أخرج الإمام البخارى فى الإيمان: "عن عامر قال: سمعت النعمان بن بشير رضى الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "الحلال بين والحرام بين، وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس، فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه، ومن وقع فى الشبهات كراع يرعى حول الحمى يوشك أن يواقع، ألا وإن لكل ملك حمى، ألا وإن حمى الله فى الأرض =

نفسہ قرآن پاک کی تلاوت یا سورہ یسین کی تلاوت میں دینی و دنیاوی منافع بہت ہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳/۶/۹۰ھ۔

ختم خواجگاں پر دوام برائے حصول مقصد

سوال [۸۰۶]: ایک جامع مسجد کے متعلق چند کوٹھڑیاں ہیں اور اس کے متعلق ایک مدرسہ بھی ہے، اس مدرسہ اور کوٹھڑیوں میں عرصہ سے ایک غیر مسلم سے مقدمہ چل رہا تھا، مسلمان مناسب پیروی نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ہار گئے اور مدرسہ اور کوٹھڑیاں منہدم کر دی گئیں، اب پھر اپیل کی گئی ہے۔ اس مقدمہ میں کامیابی کے لئے ایک مسجد میں روزانہ دعائے ختم خواجگاں بلا ناغہ پڑھی جا رہی ہے، کچھ لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ اس اہتمام کے ساتھ بلا ناغہ کوئی دعاء پڑھنا درست نہیں، کبھی کبھی ناغہ بھی کر دینا چاہئے۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر واقعی اس میں کوئی قباحت ہے تو آگاہ فرمائیے اور کوئی مناسب طریقہ بتلائیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ ختم خواجگاں اور اس کے بعد دعاء ایسا ہے جیسے کہ بیمار کے لئے دوا، جب تک بیماری ہے اس کے دفعیہ کے لئے استعمال کی جاتی ہے، لیکن بیماری طویل ہونے کی وجہ سے دوا بھی بہت دیر تک چلتی ہے، پس جس مقصد کے لئے یہ ختم کیا جاتا ہے اس مقصد کے حاصل ہونے پر یا اس مقصد کو ترک کر دینے یا اس سے مایوس ہو جانے پر اس کو ترک کر دیا جائے، نیز اس پر جبر نہ کیا جائے کہ لوگ اس کو تعبدی اور دائمی امر سمجھنے لگیں۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۳/۷/۸۹ھ۔

ختم قرآن پر مٹھائی

سوال [۸۰۷]: عام طور سے قرآن پاک کا ختم کیا جاتا ہے اور بعد میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اس

= محارمہ، ألا! وإن فی الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا! وھی القلب۔ (باب فضل من استبرأ لدينه، ۱۳/۱، قدیمی)

(۱) (کما مر من الهدایة ورد المحتار والعناية على الهدایة والبحر الرائق تحت عنوان: "فاتحه مروجہ"، وراجع لمزید التفصیل کتاب "فضائل القرآن" لشیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ)

میں بعض حفاظ ایسے بھی شریک ہوتے ہیں جنہیں اگر مٹھائی نہ ملے تو افسوس کرتے ہیں اور آئندہ آنے میں عذر کر دیتے ہیں۔ اس قسم کی قرآن خوانی کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حفاظ شیرینی کو اپنا حق الخدمت یعنی اجرت قرأت تصور کرتے ہیں اگرچہ اس کا نام اجرت نہ رکھیں، اس لئے یہ صورت ناجائز ہے (۱)۔

اگرچہ کر کے تقسیم کی جائے تو اس میں عموماً رعایت حدود نہیں کی جاتی بلکہ کہیں جبر کی صورت ہوتی ہے (۲) کہیں ریا اور تفاخر کی (۳)، بعض دفعہ بچوں (۴) اور بڑوں کا مجمع ہوتا ہے اور وہ شور و غل چھینا چھٹی

(۱) (تقدم تخریجہ من رد المحتار، باب الإجارة الفاسدة: ۵۶/۶، سعید، تحت عنوان: "یسین شریف کا ختم")

(والبزازیة علی هامش الہندیة، ۱۰، غ فی تعلیم القرآن والحرف: ۳۹/۳، رشیدیہ)

(و کذا فی شفاء العلیل و بل الغلیل الخ من مجموعة الرسائل لابن عابدین: ۱۶۹/۱، مکتبہ سہیل اکیڈمی لاہور)

(۲) جبر کسی کا مال وصول کر کے کھانا جائز نہیں، ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے: "عن أبی حرة الرقاشی، عن عمه رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه". (مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع باب الغصب والعاریة ص: ۲۵۵، قدیمی)

(۳) کسی بھی عمل میں ریا اور نمود کو مذموم قرار دیا گیا ہے: "عن أبی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: "من یسمع یسمع اللہ بہ، و من یرآی، یرآی اللہ بہ" (ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الریاء والسمعة، ص: ۳۱۰، قدیمی)

(۴) "و یحرم إدخال صبیان و مجانین حیث غلب تنجیسہم و إلا فیکرہ" (الدر المختار) و قال ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ: "و یحرم الخ" لما أخرجه المنذری مرفوعاً: "جنبوا مساجدکم صبیانکم و مجانسکم" و رفع أصواتکم" الحدیث۔ والمراد بالحرمة کراهة التحريم۔ و علیہ فقولہ: و إلا فیکرہ: أى تنزیہاً تأمل۔ (رد المحتار، کتاب الصلوة، مطلب فی أحكام المسجد: ۶۵۶/۱،

کرتا ہے (۱)۔ بعض لوگ مٹھائی کے لالچ میں پیروں کی پاکی کا اہتمام کئے بغیر مسجد میں آ جاتے ہیں جس سے مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا (۲) ان صورتوں میں ناجائز ہونا شدید تر ہو جاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ختم قرآن کے دن جھنڈیاں وغیرہ لگانا

سوال [۸۰۸]: کسی مسجد میں حافظ قرآن تراویح پڑھاتا ہے اور اس مسجد میں ختم قرآن کے دن خلاف شرع باتیں دیکھے، درمیان میں معلوم ہو جائے کہ اس مسجد میں چندہ وغیرہ چندہ کی رقم سے ختم قرآن کے دن کاغذ کی جھنڈیاں چراغاں کرنا اور تقسیم شیرینی کرنا باوجودیکہ حافظ قرآن نے متعدد بار اس رسم کو منع کرنے کو بھی کہا کہ بدعت ہے مگر پھر بھی یہ مقتدی اپنی ضد پر قائم ہیں، تو ایسی مسجد میں حافظ کو ختم قرآن تک تراویح پڑھانا کیسا ہے، یا برابر کی مسجد میں پڑھتا رہے، بعد منع کرنے کے اس مسجد میں تراویح پڑھانے کو ترک کر دے اور بقیہ قرآن کہیں اور سنا کر ختم کر دے؟

ختم قرآن میں چراغاں

سوال [۸۰۹]: ۲۔ بعض لوگ ختم قرآن کے سلسلہ میں تراویح میں مثال دیتے ہیں کہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں تو جھار، فانوس، شمع کا فوری اور کثرت سے چراغاں ہوتا ہے، اگر ناجائز ہے تو کیوں نہیں منع کیا جاتا ہے حالانکہ مکہ شریفہ و مدینہ منورہ میں بڑے بڑے جید عالم موجود ہیں، یہ بجلی کی روشنی مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں ختم قرآن کے دن ہوتی ہے یا ہمیشہ اور کثرت سے چراغان ہونے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱۔ ایسی حالت میں امام کسی ایسی مسجد میں پڑھتے جہاں یہ خرافات نہ ہوں۔

(۱) "والکلام المباح (أی یکرہ فی المسجد) و قیدہ فی الظہیریۃ بأن یجلس لأجلہ، لکن فی النہر الإطلاق". (الدر المختار) و فی رد المحتار: قوله: بأن یجلس لأجلہ، فإنه حیثئذ لا یباح بالإتفاق؛ لأن المسجد ما بنی لأمر الدنیا". (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، قبیل مطلب فیمن سبقت یدہ إلی مباح: ۶۶۲، سعید)

(۲) "و کرہ تحریمًا - إدخال نجاسة فيه" (الدر المختار) "فی الفتاویٰ العالمگیریہ: لا یدخل المسجد من علی بدنہ نجاسة". (رد المحتار، مطلب فی أحكام المساجد: ۶۵۶، سعید)

۲..... یہ کہنا کہ منع نہیں کیا گیا غلط ہے۔ کتاب المدخل: ۲/۳۰۲ (۱)، میں دیکھئے کس شدت سے منع کیا

گیا مگر اہل ثروت و بدعت، اہل علم و اہل حق کی کم مانتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی، عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/۱۱/۱۴۱۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ ذیقعدہ/۱۴۱۱ھ۔

صحیح: عبداللطیف، مدرسہ مظاہر علوم، ۳/ ذیقعدہ/۱۴۱۱ھ۔

مخصوص طور پر ختم اور مسجد میں کھانا کھلانا اور چھینا جھپٹی

سوال [۸۱۰]: یہاں پر آستان بنڈار کے نام سے رسماً صدقہ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور بصورتِ آنا،

چاول یا نقد جمع کر کے کھانا پکایا جاتا ہے، پھر ختم شیخ جیلانی، ختم خواجگاں، ختم سلطان العارفین وغیرہ ہوتا ہے،

صرف خانہ پڑی کے لئے آیت قرآنی کی تلاوت بھی ہوتی ہے، پھر حضرت فلاں فلاں المدد وغیرہ کے نعرے

لگاتے ہیں۔ علاوہ اس کے بہ لحن و صوت درود شریف و مناقب اولیاء کی یاد دہانی کی جاتی ہے، صاحب و جاہت

لوگ کھانا تقسیم کرتے ہیں، پہلے مجلس پڑھنے والوں کو کھلاتے ہیں، پھر عوام الناس کو مسجد ہی میں تقسیم کرتے ہیں،

دورانِ تقسیم خاصی گالی گلوچ، چھینا جھپٹی ہوتی ہے۔

عرض یہ ہے کہ یہ بنڈار کرنا کیسا ہے؟ از روئے شرع اس قسم کے صدقات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ ائمہ

مساجد کا اس میں شرکت کرنا اور پھر امامت کے فرائض ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

(۱) "و لا یزاد فی لیلة الختم شیء زائد علی ما فعل فی اول الشهر؛ لأنه لم یکن من فعل من مضی،

بخلاف ما أحدثه بعض الناس اليوم من زیادة وقود القنادیل الكثيرة الخارجة عن الحد المشروع، لما

فیہا من إصاعة المال والسرف والخیلاء، سيما إذا انضاف إلى ذلك ما یفعله بعضهم من وقود الشمع و

ما یرکز فیہ و انضاف إلى ذلك بسبب كثرة الوقود اجتماع اللصوص و تشویشہم علی بعض

الحاضرين و كثير من الناس يتحدثون و یخوضون فی الأشياء التي ینزه المسجد عن بعضها فی

غیر رمضان، فكیف بها فی شهر رمضان العظیم؟ فكیف بها فی لیلة الختم منه، فلیتحفظ من هذا كله و

ما شاکله جهده الخ" (المدخل لابن امیر الحاج ۲/۳۱۱، ۳۱۲، فصل فی وقود القنادیل لیلة الختم،

مصطفی البابی الحلبي)

الجواب حامداً ومصلحاً:

یہ صورت اور تقریب قرآن کریم وحديث شریف، آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، فقہ، ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں (۱)، حسن تدبیر، نرمی و شفقت سے اس کو روکا جائے (۲)، احترام قبرستان کے بھی یہ خلاف ہے (۳) احترام مسجد کے بھی خلاف ہے (۴)، احترام ائمہ کے بھی خلاف ہے۔ جبراً چند لینا بھی ظلم ہے اس کا کھانا بھی حلال نہیں: "لا یحل مال امرئ مسلم الا بطیب نفس منه"۔ (الحديث) (۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۱۷/۳/۹۵ھ۔

روضہ اقدس اور مزارات صحابہ پر قرآن خوانی

سوال [۸۱۱]: کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزاروں پر بھی قرآن خوانی ہوتی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ ہندوستان میں اجرت پر مکانوں اور قبروں پر قرآن خوانی کراتے ہیں، ایسی صورت میں پڑھنے والے کو اور میت کی روح کو کچھ ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(۱) جو کام ان اصول سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے: کما صرح بہ اهل العلم کابن عابدین وابن نجیم والطحاوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ فی فتاویٰ ہم وقد مضی تخریجہ من کتبہم تحت عنوان: "ایضاً" بعد عنوان: "فاتحہ مریجہ"۔

(۲) نیز اس میں گالی گلوچ کا تبادلہ ایک فتیح، مذموم اور ممنوع فعل ہے جس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے، فرمایا: "سباب المسلم فسوق، و قتاله کفر"۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب خوف المؤمن أن یحبط عمله: ۱۳/۱، قدیمی)
(والطبرانی فی الکبیر: ۱۰/۱۰۳۱۶)

(۳) "قال فی الفتح: و یکرہ الجلوس علی القبر و وطنہ، فحینئذ فمایدفعہ من دفنت حول أقاربه خلق من وطنیء تلک القبور إلی أن یصل إلی قبر قریبه مکروه"۔ (رد المحتار، آخر باب صلوۃ الجنائز: ۲۵۵/۲، سعید)
(۴) (نقدم تخریجہ من رد المحتار، آخر باب ما یفسد الصلوۃ و ما یکرہ فیہا: ۶۶۲/۱، سعید، تحت عنوان: "ختم قرآن پر مثنائی")

(۵) (مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریۃ، ص: ۲۵۵، قدیمی)

الجواب حامداً ومصلیاً :

یہ طریقہ ممنوع اور ناجائز ہے، ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی پر اجرت لینا بھی گناہ ہے اور دینا بھی اور اس سے ثواب بھی نہیں ملتا، رد المحتار، ج: ۵ (۱)۔ قرونِ اولیٰ میں یہ معمول نہیں تھا (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳۰/۷/۶۱ھ۔
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۴/شعبان/۶۱ھ۔

میت کے لئے ایک لاکھ کلمہ طیبہ کا ثواب

سوال [۸۱۲]: ہمارے یہاں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو میت کے رشتہ دار ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ کا ختم کراتے ہیں مسجد کے مصلیوں سے، اخیر میں تمام مصلیوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے چاہے غریب ہو یا غنی تو یہ کھانا کیسا ہے؟ اور غریب و مالدار میں کوئی فرق ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً :

کلمہ طیبہ کا ثواب پہنچانا اور غریبوں کو صدقہ دیکر ثواب پہنچانا بہت مفید اور باعثِ خیر ہے (۳) لیکن کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو ختم کے بعد کھانا کھلانا یہ اجرت کے مشابہ ہے، اگر پڑھنے والوں کے ذہن میں ہو کہ کھانا ملے گا اور اس نیت سے پڑھیں تو اس پڑھنے سے ثواب نہیں ہوگا، نہ پڑھنے والوں کو نہ میت کو، نیز جب کہ

(۱) (تقدم تخريجه من رد المحتار، باب الإحارة الفاسدة: ۵۶/۶-۵۷، تحت عنوان: "يسين شريف" کا ختم)۔

(۲) اور جو چیز قرنِ اولیٰ سے ماثور نہ ہو، وہ بدعت ہے کما صرت فیہ تصریحات الفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ تحت عنوان: "ایضاً" بعد عنوان: "فاتحہ مریجہ"۔

(۳) "فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة، صلاة كان أو صوماً أو حجاً أو صدقة أو قراءة للقرآن أو الأذکار أو غير ذلك من أنواع البر، ويصل ذلك إلى الميت وينفعه"۔

(مراقی الفلاح، کتاب الجنائز، فصل فی زیارة القبور، ص: ۲۲۱، ۲۲۲، قدیمی)

اس کا دستور ہے اور یہ طریقہ مشہور ہے ”المعروف كالمشروط“ کے تحت اس پڑھنے کی اجرت گویا کہ لازم ہوگئی (۱)۔

علاوہ ازیں میت کے ورثاء میں بعض دفعہ چھوٹے نابالغ بھی ہوتے ہیں ان کے مال میں تصرف کرنا اور ان کے حصہ سے صدقہ دینا جائز نہیں (۲)۔ پھر یہ کہ کھانا کھانا شرعاً واجب نہیں اس کا التزام کرنا ایک غیر واجب کو واجب قرار دینا ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں (۳)۔

علاوہ ازیں ایصالِ ثواب کے لئے جو صدقہ دیا جاتا ہے اس کے مستحق غرباء ہیں، مالدار نہیں (۴) یہاں غریب و غنی سب کو دیا جاتا ہے یہ طریقہ غلط ہے اور اس میں عامۃ شہرت ناموری کا جذبہ ہوتا ہے (۵)، جیسا کہ دیگر تقریبات کا حال ہے اس لئے اس طریقہ کو بند کرنا چاہئے کہ عوارض کی وجہ سے اصل کیفیت باقی نہیں

(۱) ”و لا معنى أيضاً لصلوة القارى : لأن ذلك يشبه استيجاره على قراءة القرآن، وذلك باطل، و لم يفعل ذلك أحد من الخلفاء“ (رد المحتار، باب الإحارة الفاسدة: ۵۷/۶، سعید)

(۲) قال الله تعالى: ﴿و آتوا اليتامى أموالهم، و لا تبدلوا الخبيث بالطيب﴾ (النساء: ۲)

وقال تعالى: ﴿الذين يأكلون أموال اليتامى ظلماً، إنما يأكلون في بطونهم نارا﴾ (النساء: ۱۰)

(۳) کیونکہ غیر لازم کو لازم سمجھنا بدعت ہے: ”ما أحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله تعالى

عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، و جعل ديناً قويمياً و صراطاً مستقيماً“ (رد

المختار، باب الإمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام: ۵۶۰/۱، سعید)

(۴) ”الوصية المطلقة لا تحل لغنى : لأنها صدقة و هي على الغنى حرام“ (الدر المختار، قبيل

باب الوصى الخ: ۶۹۸/۶، سعید)

(۵) ”عن أبى هريرة -رضى الله تعالى عنه- قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم :

”المتباريان لا يجابان، و لا يؤكل طعامهما“، قال الإمام أحمد: يعنى المتعارضين بالضيافة فخراً و

رياء“ رواه البيهقى فى شعب الإيمان“، (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب الولیمة، ص:

رہتی۔ فتاویٰ بزازیہ (۱) کبیری (۲) شامی (۳) وغیرہ کتب فقہ میں ایصال ثواب کے لئے اس قسم کے طریقہ کو اختیار کرنے کی ممانعت موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱۱/۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۳۰/۱۱/۸۹ھ۔

ختم میں سوالا کھ کی تعداد

سوال [۸۱۳]: دارالعلوم دیوبند میں جو ختم شریف ہوتا ہے خواہ کسی کی وفات پر ہو یا دفع مصائب کے لئے ہو اور خواہ کلمہ طیبہ پڑھا جائے یا آیۃ الکرسی، مگر پڑھنے کی تعداد سوالا کھ کی متعین ہے، اس پر کیا دلیل شرعی ہے؟ ایک عالم اس کو بدعت کہتے ہیں جو شریک دورہ دارالعلوم دیوبند رہ چکے ہیں، وہ کہتے ہیں نفس ایصال ثواب میں تو کوئی اشکال نہیں مگر تعداد متعین کرنا بدعت ہے، اس کے بارے میں تفصیل سے تحریر فرمائیں حالانکہ اپنے مشائخ کی شرکت کو شہادت میں پیش کیا گیا مگر وہ قرآن و حدیث سے ثبوت مانگتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

دفع مصائب کے لئے جو ختم پڑھا جاتا ہے وہ بطور علاج ہے اس کے لئے قرآن و حدیث سے ثبوت ضروری نہیں، صرف اتنا کافی ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے منافی و معارض یعنی شرعاً ممنوع و مذموم نہ ہو جیسا کہ

(۱) "و یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث و بعد الأسبوع والأعیاد . . . واتخاذ الدعوة بقراءة القرآن و جمع الصلحاء ، والقراءة للختم ، أو لقراءة سورة الأنعام أو الأخلاص ، فالحاصل : أن اتخاذ الطعام عند قراءة القرآن لأجل الأكل یکرہ" . (البزازیہ علی هامش الہندیۃ ، باب صلوة الجنائز ، ذہب إلی المصلی الخ : ۸۱/۲ ، (شیدیہ)

(۲) "و یکرہ اتخاذ الضیافۃ من أهل المیت ؛ لأنه شرع فی السرور لا فی الحزن ، قالوا : وہی بدعة مستقبحة ، لما روى الإمام أحمد وابن ماجہ بإسناد صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال : "کنا نعد الاجتماع إلی أهل المیت و صنعهم الطعام من النیاحۃ" . (الحلی الکبیر (کبیری) ، فصل فی الجنائز ، الثامن فی مسائل متفرقة من الجنائز ، ص : ۶۰۹ ، مکتبہ سہیل اکیڈمی لاہور)

(۳) (رد المحتار ، باب صلوة الجنائز ، مطلب فی کراہۃ الضیافۃ من أهل المیت : ۲۴۰/۲ ، سعید)

غیر شرعی رقیہ ہے (۱)، ایسے ہی ختم میں جو تعداد متعین ہے وہ ایسی نہیں جیسی رکعات نماز کی تعداد یا اشواط طواف کی تعداد ہے کہ اس کے لئے صراحۃً ثبوت ضروری ہے، بلکہ وہ ایسی تعداد ہے جیسے حکیم نسخہ میں لکھتے ہیں عناب ۵/ دانہ، بادام ۷/ دانہ وغیرہ کہ یہ تجربات سے ثابت ہے، اس کے لئے قرآن و حدیث سے ثبوت طلب کرنا بے محل ہے۔ جب اس ختم کی شان معالجہ کی ہے تو بدعت کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے (۲) تعداد کا تجربہ سے متعین کر دینا خلاف شرع نہیں، علاج کے لئے سات کنویں کا پانی سات مشکوں میں منگنا حدیث شریف سے ثابت ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۶/۸۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۶/۸۷ھ۔

(۱) "یقال: رقاہ الرقی و اما ما کان من القرآن أو شیء من الدعوات، فلا بأس بہ"۔ (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل فی النظر واللمس: ۲/۳۶۳، سعید)

وقال العلامة الزیلعی رحمہ اللہ تعالیٰ: "ولا بأس بالرقی؛ لأنه علیہ الصلاة والسلام کان یفعل ذلك ألا تری الی ما یروی عن عروۃ بن مالک أنه قال: کنا فی الجاهلیۃ نرقی، فقلنا: یا رسول اللہ! کیف تری فی ذلك؟ فقال: "إعرضوا علی رقاکم، لا بأس بالرقی ما لم یکن فیہ شرک" (تبيين الحقائق، کتاب المکراهیۃ، فصل فی البیع: ۸/۷۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

والحدیث الذی ذکرہ الزیلعی رحمہ اللہ تعالیٰ أخرجه مسلم فی السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین والنملۃ الخ: ۲/۲۲۴، قدیمی)

(و أبو داود فی الطب، باب فی الرقی: ۲/۵۴۲، دار الحدیث ملتان)

(۲) کیونکہ بدعت تو وہ ہوتی ہے جو اصول شرع سے منقول نہ ہونے کے باوجود دین صحیحی جائے اور یہ ختم بطور علاج و رقیہ ہونے کی بنا پر خالص دین نہیں سمجھا جاتا لہذا بدعت نہیں ہے، بلکہ بدعت کی تعریف غلام شامی نے اس طرح نقل کی ہے: "ما أحدث علی خلاف الحق السلتقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان، وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماً" (رد المحتار، باب الإمامۃ: ۱/۵۶۰، سعید)

(۳) "قالت عائشۃ: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما دخل بیتہا، واشتد وجعہ: "أهريقوا علی من سبع قرب لم تحلل أو کیتھن" ثم طفقنا نضب علیہ من تلك القرب حتی جعل یشیر إلینا أن قد فعلت"۔ (صحیح البخاری، باب قبل، باب العذرة: ۲/۸۵۱، قدیمی)

ایصال ثواب وغیرہ کے ختم قرآن پر شیرینی

الاستفتاء، [۸۱۲] : یہاں کا رواج ہے لوگ علماء حفاظ اور کچھ علوم دین جاننے والے لوگوں سے ختم قرآن، ختم خواجگان یا اس کے علاوہ اور کسی قسم کا ختم کراتے ہیں اور ایصال ثواب یا اپنے مقاصد کی دعائیں کراتے ہیں، پڑھنے والوں کو کھانا بھی کھلاتے ہیں اور کچھ روپے پیسے بھی دیتے ہیں، یہ رواج شرعاً کیسا ہے؟ روپے پیسے لینا دینا کیسا ہے؟ اہل استطاعت اس قسم کے پیسے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

ایصال ثواب کے لئے قرآن پاک ختم کرا کے بطور معاوضہ کھانا کھانا درست نہیں، اس سے ثواب نہیں ہوتا بلکہ گناہ ہوتا ہے، علامہ شامی نے اس کی تصریح کی ہے۔ اہل استطاعت اور فقراء کسی کو بھی ایسا کھانا کھانا اور پیسے لینا درست نہیں (۱) مگر دیگر مقاصد مثلاً مقدمات کی کامیابی کے لئے اگر ختم کرایا جائے اور کھانا کھلایا جائے یا پیسے دیئے جائیں تو یہ درست ہے، یہاں ختم سے مقصود تحصیل ثواب نہیں بلکہ دوسرا کام مقصود ہے (۲)۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عثمانی عنہ دارالعلوم دیوبند، ۲۱/۱۰/۸۵ھ۔

(۱) "قال تاج الشريعة في شرح الهداية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارى. وقال العيني في شرح الهداية: ومنع القارى للدنيا، والآخذ والمعطى آثمان. فالحاصل: فإذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة، فإين يصل الثواب إلى المستاجر ولو لا الأجرة، لما قرأ أحد لأحد في هذا الزمان اهـ". (رد المحتار، باب الإجارة الفاسدة: ۵۶/۶، سعيد)

(۲) "وما استدلل به بعض المحشين بحديث البخارى في اللديغ - لأن المتقدمين السانعين الاستيجار مطلقاً جوزوا الرقية ولو بالقرآن، كما ذكره الطحاوى رحمه الله تعالى: لأنها ليست عبادة محضة بل من التداوى". (رد المحتار، باب الإجارة الفاسدة: ۵۷/۶، سعيد)

(والمراد بالحديث هو الذى رواه البخارى رحمه الله تعالى فى الطب، باب الرقى بفتح الكتاب

ایصال ثواب کے لئے مجلس

سوال [۱۸۵]: ہمارے علاقہ گجرات میں ختم قرآن کر کے ایصال ثواب کا یہ طریقہ کہ مسجدوں میں بورڈ پر یہ اعلان لکھ دیا جاتا ہے کہ مثلاً آج نماز جمعہ یا نماز عشاء کے بعد فلاں صاحب کے ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن کی مجلس رکھی گئی ہے۔ بعد ختم قرآن کے نہ کوئی شیرینی ہوتی ہے اور نہ کوئی رسم و رواج ہے تو مجموعی طریقہ سے ختم قرآن کر کے ایصال ثواب کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بعض حضرات اہل علم اس پر نکیر کرتے ہیں لیکن جب کوئی اہم شخصیت انتقال کر جاتی ہے تو خوب ہی اہتمام کر کے قرآن کی مجلس کا انعقاد کرتے ہیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

جو حضرات اس پر نکیر کرتے ہیں اور کسی اہم شخصیت کے لئے اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ نکیر کس درجہ حقیر ہے۔ صورت مسئلہ میں قرآن خوانی کے لئے بلایا نہیں جاتا بلکہ جو لوگ نماز عشاء یا نماز جمعہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ ہماری میت کیلئے ایصال ثواب بھی کرتے جائیں۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں، میت کو نفع ہوتا ہے پڑھنے والوں کو ثواب بھی ملتا ہے۔ حدیث شریف میں موجود ہے کہ جو شخص قبرستان میں گزرے اور گیارہ بار مرتبہ ”قل هو اللہ“ پڑھے کراموات کو ثواب بخش دے تو بعد الاموات اس کو بھی ثواب ملتا ہے (۱)، چنانچہ فتح القدر میں مذکور ہے کہ انسان کو حق ہے کہ اپنی حسنت کا ثواب دوسروں کو دیدے چاہے نماز ہو، ذکر ہو، تلاوت ہو، حج ہو، عمرہ ہو، صدقہ ہو یہی اہل سنت کا مسلک ہے۔ معتزلہ مطلقاً

(۱) ”اسئلت عن الحکمة فی قراءۃ سورۃ الإخلاص أحد عشر مرة لمن دخل المقابر، فقلت: أما الحدیث الوارد بذلك فهو عن علی بن أبی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: ”من مر علی المقابر، وقرأ: قل هو اللہ أحد إحدى عشرة مرة، ثم وهب أجرها للأموات، أعطی من الأجر بعدد الأموات“ أخرجه الديلمی فی مستند الفردوس من طریق عبد اللہ بن أحمد وهذا الحدیث من نسخة، قال الذهبی: إنها موضوعة باطلة، ماتنفاک عن وضع عبد اللہ أو وضع أبیه أحمد، وقال ابن الجوزی فی الموضوعات فی أحمد: هو محل التهمة وقد رواه أبو بکر النجاد فی سننه والقاضی أبو یعلی والدارقطنی فیما عزاہ إليهم الشمس محمد بن ابراهیم بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی فی ”وصول القراءۃ إلى المیت“ له، وأظنهم أخرجوه من هذا الوجه، فاللہ أعلم“ (الأجوبة المرضیة للحافظ السخاوی: ۲/ ۵۴۹، ۵۵۰، رقم المسئلة: ۱۳۶، دار الراية، ریاض)

ایصالِ ثواب کے منکر ہیں (۱)۔ عامۃً ایصالِ ثواب کے ساتھ کچھ غیر ثابت رسوم اور بدعات کا شمول ہوتا ہے ان سے پوری احتیاط لازم ہے۔ شامی وغیرہ میں بھی اس کو قوت سے روکا گیا ہے (۲)، مستقل ایک رسالہ بھی، شامی کا اس مسئلہ پر موجود ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ و دن کی تعیین

سوال [۸۱۶]: ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ و دن و وقت و مہینہ کی تعیین و تحقیق کو مکروہ و ممنوع بتایا گیا ہے مگر ثبوت میں کوئی حدیث صریح کی نقل نہیں فرمائی گئی، تفسیر کبیر و تفسیر درمنثور وغیرہ میں یہ حدیث نقل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبور شہداء پر ہر سال پہلے دن کو تشریف لے جاتے تھے اور ان کے لئے دعاء فرماتے تھے (۴)۔

(۱) "و لما كان الأصل كون عمل الإنسان لنفسه لا لغيره قدم ما تقدم (قوله : أن يجعل ثواب عمله لغيره) صلوة أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة و خالف في كل العبادات المعتزلة". (فتح القدیر ، باب الحج عن الغير : ۱۴۲/۳ ، مصطفى البابی مصر)

و فی البحر الرائق : "والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوة أو صوماً أو صدقة أو قراءة قرآن أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا ، للكتاب والسنة". (باب الحج عن الغير : ۱۰۵/۳ ، رشیدیہ)

(و کذا فی رد المحتار باب الحج عن الغير : ۵۹۵/۲ ، سعید)

(۲) (راجع للتفصيل الحاوی علی ثلاثة صفحات من رد المحتار ، باب الإجارة الفاسدة : ۵۵/۶ - ۵۷ ، سعید)

(۳) (رسالة ابن عابدين من مجموعة رسائله المسماة "شفاء العليل و بل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات و التهلل" مطبوعه سهیل اکیڈمی)

(۴) "روى ابن أبي شيبة : " أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يأتي قبور الشهداء بأحد على رأس كل حول ، فيقول : "السلام عليكم بما صبرتم ، فنعم عقبى الدار". (رد المحتار ، باب صلوة الجنائز ، مطلب في زيارة القبور : ۲۴۲/۲ ، سعید)

مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ والدین کی قبر کی زیارت جمعہ کے روز کرنی چاہئے (۱)۔ چنانچہ زیارت کے سلسلہ میں فاتحہ بھی پڑھی جاتی ہے اور ایصالِ ثواب بھی کیا جاتا ہے، اس بارہ میں کوئی حدیث نہیں پائی جاتی ہے کہ بلا تعین و تحقیق کے ثواب پہنچتا ہے جب ثواب دونوں طرح سے پہنچتا ہے تو پھر ایک صورت کو سنت اور دوسری کو بدعت کیوں کہا جاتا ہے؟

لہذا اس کے متعلق اگر کوئی حدیث صریح ہو تو نقل فرمائیے ورنہ یہ تحریر فرمائیے کہ اس کے متعلق کوئی حدیث صریح نہیں ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جس شیء کی تعین تخصیص شارع سے جس درجہ میں منقول ہے اس کا انکار نہیں (۲) اور جس شیء کی منقول نہیں، جیسے نتیجہ، چالیسواں (۳) وغیرہ اس کی تعین و تخصیص اپنی طرف سے کرنا بدعت ممنوعہ اور مداخلت

(۱) ”وعن محمد بن العمان يرفع الحديث إلى النسي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: ”من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة، غفر له، وكتب برا“، رواه البيهقي في شعب الإيمان مرسلاً“ (مشکوٰۃ المصابيح، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، ص: ۱۵۴، قدیمی)

(۲) یعنی اس حد تک تو تعین منقول ہے کہ ابتداء سال میں زیارت قبور کی جائے یا ہر جمعہ کو والدین کی قبروں کی زیارت کی جائے، لیکن بات اگر اس حد تک محدود نہ رہے بلکہ ان دنوں میں قبروں اور مزاروں پر میلے اور عرس منعقد کئے جائیں تو اس کا شرع شریف میں کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ ایسے عمل کو حدیث میں نصاریٰ اور یہود کا عمل بتا کر مستحق لعنت قرار دیا گیا ہے، فرمایا: ”لعن الله اليهود والنصارى، اتخذوا قبور انبيائهم مساجد“، الحديث، (صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب ما يكره من اتخاذ المسجد على القبور: ۱۷۷، قدیمی)

(۳) قال ابن الهمام: ”ويكره اتخاذ الضيافة من أهل الميت؛ لأنه شرع في السرور لا في الشور، وهي بدعة مستقبحة اهد“، (فتح القدير، قبيل باب الشهيد: ۱۴۲/۲، مصطفى البابی الحلبي، مصر)
(وكذا في البرازية، كتاب الصلوة، الخامس والعشرون في الجنائز، نوع آخر: ۸۱/۲، رشيدية)

”سوم و ہم و چہلم وغیرہ بدعات و ماخوز از کفار بنود است۔ ترک چیش رسوم واجب است کہ“ ”من تشبه بقوم، فهو منهم“، و ہر گاہ طعام چیش بدعات متلبس شد، بہتر آنکہ اس چیش طعام نخورد و شو کہ: ”دع ما یریک الی ما لا یریک“۔
(امداد الفتاویٰ، کتاب البدعات، عنوان: ”فاتحہ رکنی“، ۵/۲۶۰، ۲۶۱، مکتبہ دارالعلوم، کراچی)

فی الدین اور تقیید مطلق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۳/ شعبان/ ۱۴۰۶ھ۔

غیر مسلم کو ثواب پہنچانا

سوال [۸۱۷]: غیر مسلم کو قرآن پاک وغیرہ کا ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

ایصال ثواب پر چائے پیش کرنا

سوال [۸۱۸]: ۲..... کچھ مسلمان ماہانہ یا ہفتہ وار ایک مقام پر یا مختلف مکانات پر قرآن شریف پڑھ کر اپنے احباب اور اعزاء اور تمام اہل اسلام کی روح کو ثواب بخشتے ہیں اور صاحب خانہ اخلاقاً چائے وغیرہ پیش کرتے ہیں تو اس صورت سے سب کو مل کر قرآن پڑھنا اور چائے وغیرہ کا استعمال کرنا کیسا ہے جب کہ یہ پروگرام گاہ بگاہ ترک کر دیا جاتا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

۱..... ناجائز ہے (۱)۔

۲..... اس طرح اہتمام کے ساتھ قرآن خوانی کے ذریعہ ایصال ثواب کرنا ثابت نہیں، اس سے بچنا چاہئے، انفرادی طور پر مضائقہ نہیں اور اختتام پر چائے وغیرہ پیش کرنا صورتہ معاوضہ ہے اس سے بچنا چاہئے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹/ ۱۰/ ۱۴۰۰ھ۔

ایصال ثواب کے لئے تاریخ مقرر کرنا

سوال [۸۱۹]: فاتحہ کا شرعی ثبوت، کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا، تیجہ، دسواں، چالیسواں کرنا کیسا ہے؟ صرف تیجہ کے دن چنوں پر کلمہ پڑھوانا، عوام و خواص کو اس کا کھانا اور کھلانا کیسا ہے؟ نیز شبِ برات میں حلوا پکا کر نیران کی فاتحہ کرنا، محرم میں کھجرا پکوانا، شربت اور پانی کی سبیلیں لگوانا، مجلس کرنا اور گیارہویں کرنا کیسا ہے؟

(۱) قال الله تعالى : ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ (سورة التوبة : ۱۱۳)

(۲) (تقدم تخريجہ من رد المحتار وغیرہ تحت عنوان "ختم کے بعد کھانا")

الجواب حامداً ومصلحاً:

ایصالِ ثواب غریبوں کو کھانا، کپڑا وغیرہ ضرورت کی چیزیں دے کر، نماز، قرآن شریف، تسبیح پڑھ کر، روزہ رکھ کر، حج کر کے، غرض ہر نیک کام کر کے جب بھی توفیق ہو درست اور نفع بخش ہے (۱)۔ نہ اس میں تاریخ کی قید ہے کہ شبِ برات کی ۱۴ / محرم کی ۱۰ / ربیع الثانی کی ۱۱ / تاریخ ہو، نہ دنوں کا حساب ہے کہ تیسرا، دسواں، چالیسواں دن ہو، نہ اس میں کسی چیز کی قید ہو کہ حلویہ، کھجور، شربت، پانی ہو، نہ بیت کی قید ہے کہ چمنوں پر کلمہ طیبہ پڑھا جائے یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دی جائے، نہ سورتوں اور آیتوں کی تخصیص ہے کہ قل پنج آیت ہو، نہ اور کسی قسم کی قید ہے، ان سب قیدوں کو ختم کر دیا جائے کہ یہ شرعاً بے اصل ہیں (۲)، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بغیر ان قیدوں کے ثواب پہنچایا ہے۔

اگر یہ عقیدہ ہو کہ بغیر ان قیدوں کے ثواب نہیں پہنچتا تو یہ عقیدہ غلط ہے اس سے توبہ لازم ہے۔ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ روزی تقسیم کرنا بڑے پیر صاحب کے سپرد ہے، اگر ہم گیارہویں شریف نہ کریں گے تو بڑے پیر صاحب ناراض ہو کر ہماری روزی بند کر دیں گے، یہ عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے (۳)۔ (اللہ محفوظ رکھے)۔ بعض کا عقیدہ یہ ہے کہ مخصوص تاریخوں میں روحیں آتی ہیں، اگر ایصالِ ثواب نہ کیا تو وہ لعنت کرتی ہیں

(۱) (تقدم تخريجہ من الهداية و فتح القدير والعناية على الهداية على هامش فتح القدير والبحر الرائق كلہم فی باب الحج عن الغير، تحت عنوان: "ایصالِ ثواب کے لئے مجلس")

وایضاً فی مراقی الفلاح: "فلانسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنة والجماعة، صلاة كان أو صوماً أو حجاً صدقة أو قرآناً أو الأذکار أو غیر ذلك من أنواع البر، و یصل ذلك إلى الميت و ینفعه" (کتاب الجنائز، فصل فی زیارة القبور، ص: ۲۲۱، ۲۲۲، قدیمی)

(۲) قال العلامة عبدالحی اللکنوی رحمہ اللہ تعالیٰ: "این طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بود، و نہ در زمان خلفاء، بلکہ وجود آن در قرون مشہود بہا بالخیر اند، منقول نہ شدہ، و حالاً در حریم شریفین - زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً - عادات خواص نیست۔۔۔ و این را ضروری دانستن مذموم است"۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی هامش خلاصۃ

الفتاویٰ، کتاب الصلوۃ باب الجنائز: ۱/ ۱۹۵، امجد اکیدمی)

(۳) لأن الله تعالى قال: ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ (الذاریات: ۵۸)

وقال تعالى: ﴿إِنَّ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ (الفاطر: ۳)

یہ بھی غلط ہے۔ ایصالِ ثواب کر کے غریبوں کو کھلایا جائے، مالداروں کو نہیں؛ ”و یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الأول والثالث و بعد الأسبوع الخ“۔ منامی ۱/ ۶۰۳ (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ مدرسہ جامع العلوم کانپور۔

ایصالِ ثواب کے لئے تاریخ متعین کرنا اور اوقات مدرسہ میں مدرسین و طلبہ کا ایصالِ ثواب کرنا

سوال [۱۸۲۰]: خاص و عام میں سے جب کسی کا انتقال ہو جائے اکثر مساجد اور مدارس میں بالغ و نابالغ سب کو جمع کر کے قرآن شریف ختم کراتے ہیں، احادیث شریفہ میں ایصالِ ثواب مطلق آیا ہے، اس میں چند شبہات پیش آتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

۱- اس ہیئت کے ساتھ قرآن شریف ختم کرنا اور اس کا ثواب پہنچانے کا ثبوت زمانہ خیر القرون سے ثابت ہے یا نہیں؟

۲- اگر زمانہ خیر القرون سے ثابت نہ ہو تو بدعت ہے یا نہیں؟

۳- جب سب ایک جگہ جمع ہو کر پڑھیں گے تو: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ کے خلاف ہوگا یا نہیں؟

ایصالِ ثواب کو اخبار میں شائع کرنا

سوال [۱۸۲۱]: ۴..... یہ سب ایک جگہ جمع ہو کر پڑھنا اور اس کا ثواب پہنچانا اور اس کو اخبار میں شائع کرنا یا ہوگا یا نہیں؟

۵..... قرآن شریف ختم کر کے اس کے ثواب پہنچانے کا شرعاً کیا قاعدہ ہے؟

۶..... ختم قرآن شریف کے لئے نیچر مدرسہ اور مہتمم مدرسہ سے اجازت لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۲، ۱- ایصالِ ثواب کا جو طریقہ مروج ہے یعنی میت کے انتقال سے تیسرے روز جمع ہو کر تلاوت قرآن

(۱) (رد المحتار، باب الجنائز، مطلب فی کراهیة الضیافۃ من اهل المیت: ۲/ ۲۴۰، سعید)

کی جاتی ہے اور چنوں پر تسبیح پڑھی جاتی ہے، خیر القرون سے اس کا ثبوت نہیں (۱) لہذا اس بیعت کے ساتھ ایصال ثواب کرنا بدعت ہوگا۔ ”کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة“ (۲)۔

۳۔ ایک جگہ جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنا ناجائز نہیں بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ گنجائش اور اجازت بھی تحریر فرماتے ہیں:

”وفی الدر المنیفة عن القسیة: یکرہ للقوم أن یقرأوا القرآن جملةً لتضمنہا ترک الاستماع والإلصات. وقیل: لا بأس به“۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۱۸۸ (۳)۔

۴۔ اگر نیت یہ ہے کہ دوسروں کو ترغیب ہو اور وہ بھی ایصال ثواب میں شریک ہوں یا کوئی اور اچھی موافق شرع نیت ہے تب تو ریا میں داخل نہیں (۴) اور اگر اپنی شہرت اور بڑائی مقصود ہے تو البتہ ریا میں داخل ہے اور ریا ناجائز ہے (۵)۔

۵۔ قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانے کی نیت کر لینے سے ثواب پہنچ جاتا ہے، زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے (۶)۔

(۱) قال العلامة المناوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحت حدیث: ”من أحدث فی أمرنا هذا... الح“: ”أی أنشأ و اخترع وأتی بأمر حدیث من قبل نفسه... (ما لیس منه): ”أی رأی لیس له فی الكتاب والسنة عاصد ظاہر أو خفی، ملفوظ أو مستبط (فہو رد): ”أی مردود علی فاعله لبطلانہ“۔ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ۱۱/۵۵۹۴، مکتبہ نزار مصطفى الباز ریاض)

(۲) (آخر جہ ابن ماجہ فی مقدمتہ، باب اجتناب البدع والجدل، ص: ۶، قدیمی)

(۳) (حاشیۃ الطحطاوی علی السراقی، کتاب الصلوۃ، قبیل باب ما یفسد الصلوۃ، ص: ۳۱۸، قدیمی)

(۴) ”علقسۃ بن وقاص اللیثی یقول: سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المنبر یقول: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: ”إنما الأعمال بالنیات“۔ الحدیث، (صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی الخ: ۲/۱، قدیمی)

(۵) ”قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”من سمع سمع اللہ به، و من یرآ یرآ اللہ به“۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة: ۲/۹۶۲، قدیمی)

(و ابن ماجہ فی الزہد، باب الریاء والسمعة ص: ۳۱۰، قدیمی)

(۶) ”و یقرأ من القرآن ما تیسر له... ثم یقول اللہم أوصل ثواب ما قرأناہ إلى فلان أو إلیہم“ =

۶۔ اگر مدرسہ کے وقت میں ملازمین مدرسہ کا کام نہ کریں بلکہ ختم قرآن میں مشغول رہیں تو مہتمم مدرسہ سے اجازت کی ضرورت ہے اور خارج وقت میں اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ مدرسین اجیر خاص ہیں (۱)۔ اگر طلبہ ختم قرآن شریف میں شریک ہونا چاہیں مدرسہ کے وقت میں تو جیسا کہ اپنی دوسری ضروریات کے لئے مدرسہ سے رخصت لیتے ہیں اسی طرح ایسے مواقع پر بھی رخصت لے کر شریک ہونا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر العلوم، ۱۷/۳/۵۲ھ۔
جوابات درست ہیں: عبد اللطیف، سعید احمد غفرلہ۔ صحیح بندہ عبد الرحمن غفرلہ۔

ایصال ثواب کرنے والوں کو کچھ ہدیہ دینا

سوال [۸۲۲]: کسی شخص نے ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھا پھر اس پڑھنے والے کو لٹہ کچھ پیسہ دیدیا بلکہ مانگے تو یہ پیسہ لینا جائز ہے یا ناجائز؟ مینو تو جروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر خالصاً لوجہ اللہ قرآن شریف پڑھا اور اس کا ثواب پہنچایا، پڑھنے والے کے ذہن میں اس کا خیال نہیں تھا کہ یہاں سے کچھ ملے گا، نہ پڑھانے والے کے ذہن میں یہ تصور تھا کہ اس پڑھنے والے کو کچھ دینا ہوگا، نہ اس کا رواج ہے کہ پڑھنے والے کو کچھ دیا جاتا ہو بلکہ بعد میں کچھ احسان پڑھنے والے کے ساتھ کر دیا، اگر یہ پیسہ نہ دیا جاتا تو پڑھنے والے کو کسی قسم کی گرائی نہ ہوتی تو یہ پیسہ لینا جائز ہے، ورنہ ناجائز ہے۔

کیونکہ بقاعدہ المعروفہ کا مشروط یہ استیجار کے حکم میں ہے اور استیجار علی تلاوة القرآن ناجائز ہے ایسی صورت میں پیسہ لینے والے اور دینے والے کو گناہ ہوگا پیسہ کی واپسی ضروری ہے۔

”والمذهب عندنا أن كل طاعة يختص بها المسلم فالاستيجار عليها المصلحة (مختار)

= (رد المحتار، باب صلوة الجنائز، مطلب فی زیارة القبور: ۲۲۳، سعید)

(۱) ”والشأنی: وهو الأجیر الخاص — وهو من يعمل لواحد عملاً مؤقتاً بالتخصیص ویستحق

الأجر بتسليم نفسه فی المدة الخ“ (الدر المختار، کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر: ۶/۱۹،

سعید)

الأنهر، شرح ملتقى الأبحر، ص: ۳۸۴/۲ (۱) تتم قراءة القرآن وإهداءها له تطوعاً بغير أجره يصل إليه، وأما الوصى بأن يعطى شيء من ماله لمن يقرأ القرآن على قبره، فالوصية باطله؛ لأنه في معنى الأجرة - كذا في الاختيار -، شرح فقه أكبر، ص: ۱۶۰ (۲) والبسط في رد المحتار (۳) - فقط والله أعلم -
حرره العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/۸/۵۷ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۱۳/شعبان/۵۷ھ۔

مروجہ طریقہ پر ایصالِ ثواب

سوال [۸۲۳]: مہربان فاطمہ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کھانا یا مٹھائی رکھ کر کچھ سورتیں اور آیتیں پڑھ کر موتی کو ثواب پہنچاتے ہیں اور بعض طریق میں خاص تاریخیں اور مہینے اور جگہ، طعام وغیرہ بھی مخصوص ہے، مثلاً: امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کا کونڈا رجب کی ۲۷/تاریخ کو کیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک کورا کونڈا لے کر اس میں کچھ حلوا، کچوری اور دیگر مٹھائیاں بھر کر اور اتنی ہی جگہ لیپ کر جس میں کونڈا آ سکے، کونڈے کو اس میں رکھ کر چند احباب کو بلا کر اس کونڈے میں اسی جگہ بٹھا کر کھلانے کو ضروری سمجھتے ہیں، یا رجب ہی میں بیوی کو صحنک کرتے ہیں جس کو مر نہیں کھا سکتے بلکہ سہاگن عورتوں کے سوا بیوہ یا نکاح ثانی شدہ عورت کو بھی کھانا منع بتایا جاتا ہے۔

دسواں، بیسواں، چالیسواں یا ششماہی یا برسی وغیرہ رسومات کو دین کی باتیں سمجھ کر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ان افعال مذکورہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا یا نہیں؟ تو آپ نے ایصالِ ثواب کا کیا طریقہ اختیار فرمایا اور شریعت میں اس طریقہ مذکورہ بہ حیثیت خاصہ کے ساتھ صاف لفظوں میں مکمل طریقے کے مذکور ہے تو دلائل سے ثابت کر کے مشکور فرمادیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایصال کا کیا طریقہ اختیار فرمایا؟ مدلل

(۱) (کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۳۸۴/۲، دار إحياء التراث بیروت)

(۲) (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۳۱، أو آخر مطلب: الدعاء للميت ينفع خلافاً للمعتزلة، قدیمی)

(۳) "تبیہ: قال فی البحر: "ولم أر حکم من أخذ شیئاً من الدنیا لیجعل شیئاً من عبادتہ للمعطی، و سبغی أن لا یصح ذلک اہداً ای لأنه إن کان أخذہ علی عبادۃ سابقۃ یكون ذلک بیعاً لہا، و ذلک باطل قطعاً، وإن کان أخذہ لیعمل، یكون إجارة علی الطاعة، و ہی باطلۃ ایضاً کما نص علیہ فی المتن والشروح الح: رد المحتار - باب الحج عن الغير: ۵۹۵/۲، سعید)

مع حوالہ جات ارشاد فرمادیں اور افعال مذکورہ ائمہ اربعہ یا خاندان اربعہ کے کسی بزرگ سے منقول ہیں؟ حضرت عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لے کر حضرت چراغ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ثابت فرما کر مشکور فرمادیں۔ فقط۔

نواب الدین، ہندوراؤ، پکی گلی دہلی۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

نفس ایصالِ ثواب بلا التزام تاریخ، دن، بیست وغیرہ کے قرآن کریم، تسبیح، نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر، غرباء کو کھانا، کپڑا، نقد وغیرہ کچھ دے کر جب توفیق ہو شرعاً درست اور نافع ہے (۱) اور جو صورتیں سوال میں درج ہیں وہ بدعت اور ناجائز ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کبھی ایسا نہیں کیا، بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں، باغ وقف کر کے ثواب پہونچایا ہے۔ بعض نے نماز پڑھ کر، بعض نے صدقہ دے کر، بعض نے حج کر کے۔ ایک دو حدیث نقل کرتا ہوں:

فی صحیح البخاری (۲): "عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن: سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ توفیت أمہ وهو غائب عنها فأتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! إن أمی توفیت و أنا غائب عنها فهل ينفعها إن تصدقت عنها؟ قال: "نعم" قال: فإنی أشهدك أن حائطی المخراف صدقة عنها"۔ وفي السنن: أسند أحمد عن سعد بن عبادۃ أنه قال: یا رسول اللہ! إن أم سعد ماتت فأنی الصدقة أفضل؟ قال: "الماء" فحفر بئراً، وقال: هذا ماء"۔ کتاب الروح (۳)۔

(۱) (تقدم تخريجه من الهداية للمرغيناني و فتح القدير لابن الهمام والعناية للشيخ أكمل الدين محمد والبحر الرائق لابن نجيم وغيرهم رحمهم الله تعالى كلهم في باب الحج عن الغير، فراجع، تحت عنوان: "إيصال ثواب کے لئے مجلس")

(۲) (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الإشهاد فی الوقف والصدقة والوصية: ۳۸۷/۱) (والترمذی فی الزکوة، باب ما جاء فی الصدقة عن الميت: ۱۳۵/۱، سعید)

(۳) (رواه أبو داؤد فی الزکوة، باب فی فضل سقی الماء: ۲۲۳/۱، مکتبه امدادیہ ملتان)

(والنسائی فی الوصایا، باب فضل الصدقة عن الميت: ۱۳۲/۲، قدیمی)

”عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”من دخل المقابر، ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو اللہ أحد وألہا کم التکاثیر، ثم قال: اللہم إني قد جعلت ثواب ما قرأت من کلامک لأهل المقابر من المؤمنین والمؤمنات، كانوا شفعاء له إلى اللہ تعالیٰ“۔
عن السعبي قال: كانت الأنصار إذا مات لهم الميت اختلفوا إلى قبره يقرؤن له القرآن“۔ شرح الصدور (۱)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حرره العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم بہارن پور، ۳/ شعبان/ ۶۶ھ۔
الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ، ۵/ شعبان/ ۶۶ھ۔

ایصال ثواب پر کھانا

سوال [۸۲۴]: مردہ کے لئے ثواب رسائی کرنا اور پھر اس جگہ کھانا یا روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ جائز نہیں، شامی نے اس پر مفصل استدلال کیا ہے (۲) اور مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے (۳)۔ فقط واللہ اعلم۔

حرره العبد محمود غفرلہ۔

کسی دوسرے مقام پر جا کر ایصال ثواب کرنا اور کھانا

سوال [۸۲۵]: ایک جگہ بہت دور ختم قرآن میں ایک شخص گیا اور اگروہاں نہ کھائے تو بھوکا آنا

= (و مشکوٰۃ المصابیح کتاب الزکوٰۃ، باب فضل الصدقة، ص: ۱۶۹، قدیمی)

(۱) (شرح الصدور لجلال الدین السيوطی، ص: ۱۳۵، مطابع الرشید بالمدينة المنورة)

(۲) من جملة مبحثه الحاوی علی ثلاث صفحات ما قال: ”قال تاج الشريعة فی شرح الهداية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب، لا للميت ولا للقارى. وقال العيني فی شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا، والأخذ والمعطى آثمان“۔ (رد المحتار، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: تحریر مهم فی عدم جواز الإستیجار علی التلاوة الخ: ۵۶/۶، ۵۷، سعید)

(۳) (شفاء العليل و بل الغلیل فی الوصية بالختمات التھلیل، من مجموعة رسائل ابن عابدين، مطبوعه سہیل اکیڈمی لاہور)

پڑے گا کیونکہ دور ہے تو اس جگہ بعد ختم قرآن کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

وہاں نہ کھائے (۱) اور وہاں جانے کی ضرورت نہیں، ایصال ثواب اپنے مکان سے بھی کر سکتا ہے۔

فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

ایصال ثواب کے لئے دن کی تعیین

سوال [۸۲۶]: مردہ کے لئے دن متعین کرنا کہ فلاں دن ثواب رسانی کی جائے گی یہ جائز ہے یا

نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً :

اس قسم کی تعیین کو علامہ شامی نے رد المحتار، کتاب الجنائز میں مکروہ لکھا ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند۔

ایصال ثواب کے کھانے کا مستحق کون ہے؟

سوال [۸۲۷]: زید کا کہنا ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ و حضرت حاجی امداد اللہ

صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ و حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ رشیدیہ، اشرفیہ میں اس قسم کا فتویٰ دیا ہے

کہ اگر چہارم، تیجہ، چالیسواں نہ کرے بلکہ چالیس دن کے اندر ہی کسی دن کھانا وغیرہ پکا کر کھلانا جائز ہے اور اس

(۱) (تقدم تخریجہ تحت عنوان : "ایصال ثواب پر کھانا")

(۲) "وفی البزازیة : ویکرہ اتخاذ الدعوة لقراءة القرآن، وجمع الصلحاء والقراء للختیم، أو لقراءة

سورة الأنعام أو الإخلاص — وأطال فی ذلك فی المعراج، وقال : وهذه الأفعال کلها للسمعة

والریاء، فیحترز عنها ؛ لأنهم لا یریدون بها وجه الله تعالیٰ" (رد المحتار، باب الجنائز، مطلب فی

کراهیة الضیافة من أهل المیت : ۲/۲۴۰، ۲۴۱، سعید)

(و کذا فی البزازیة علی هامش الهندیة، کتاب الصلوة، قیل الفصل السادس والعشرون فی حکم

المسجد : ۸۱/۴، رشیدیہ)

کھانے کو غریب و امیر کو کوئی کھا سکتا ہے اور ایسا کرنا اور کھانا دونوں جائز ہے۔ ہاں اگر امیر اس کھانے کو کھائے تو ثواب نہیں ملے گا، البتہ جو غریب کھانے میں شامل ہیں اس کا ثواب مل جائے گا، یہاں ایک عالم دین جو کہ مظاہر علوم سہارنپور سے فارغ شدہ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی صحبت میں تین سال گزارے ہیں اور وہ ہم خیال بھی ہیں، کہتے ہیں کہ وہ میت کو ثواب پہنچانے کی نیت سے اگر کوئی شخص چالیس دن کے اندر ہی کسی دن کھانا پکا کر کھلا دے تو جائز ہے اور اس کھانے کو امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں، ہاں امیر کے کھانے کا ثواب نہیں ملے گا لیکن امیر کھا سکتا ہے، اس کو ہمارے علماء نے جائز کہا ہے اور یہی ٹھیک ہے۔ ہمارے علماء میں مولانا گنگوہی و مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ فتاویٰ امدادیہ وغیرہ میں موجود ہے، یہی حق ہے بلکہ میلاد وغیرہ بھی لوجہ اللہ کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ شیرینی کی تقسیم وغیرہ سب جائز ہے۔ اب جب ایک عالم یہ کہے گا تو لوگوں کو بھگنے میں دیر نہ لگے گی جنہوں نے ان بدعات کو ترک کر دیا تھا وہ بھی اس طرف مائل ہو گئے۔

الجواب حامداً و مصلیاً :

زید کا جو استدلال آپ نے نقل کیا ہے اس میں کسی ایک بھی حدیث کا حوالہ نہیں، وہ حدیث کہاں ہے جس سے زید نے ثبوت دیا ہے اس سے لکھو ایسے، پہلے بھی ہم نے یہی پوچھا اور حوالہ طلب کیا تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی و حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہما کی کتابیں بدعات کی تردید میں چھپی ہوئی ہیں وہ کسی بھی بدعت کو جائز نہیں فرماتے۔ امداد الفتاویٰ آٹھ جلدوں میں ہے، فتاویٰ رشیدیہ تین حصوں میں، برائین قاطعہ اسی قسم کے مسئلوں پر لکھی گئی ہے جس پر حضرت مولانا رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی تائید و تقریظ ہے، ایک ایک بدعت کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دی گئی ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ تمام اہل سنت والجماعت کے نزدیک میت کو ثواب پہنچانا شرعاً درست اور مفید ہے (۱) مگر اس میں کسی غیر ثابت چیز کا اختلاط نہیں ہونا چاہئے، انتقال میت کے وقت اور اس کے بعد جب بھی دل چاہے ثواب پہنچایا جاسکتا ہے، کسی دن یا کسی تاریخ کی اپنی طرف سے ایسی تعیین کرنا کہ اس کا التزام ہو غلط

(۱) (تقدم تخریجہ من باب الحج عن الغير من الهدایۃ، فتح القدیر و رد المحتار وغیرہا من کتب

الفقہ، فراجعہ، تحت عنوان: "ایصال ثواب کے لئے مجلس")

ہے اور میت کو کھانے کا ثواب پہنچانا ہواس کے مستحق غرباء و مساکین ہیں، مالدار نہیں۔ جہاں تک ہو سکے اس میں اخفاء چاہئے (۱) نام نمونہ ہو (۲) اس کو تقریب نہ بنایا جائے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد المحتار شرح درمختار (۳) اور تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ (۴) میں اس پر مفصل بحث کی ہے۔ اور تبلیغ الحق (۵) المدخل (۶) میں بھی بحث مذکور ہے۔ مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ

(۱) فی صحیح البخاری: "باب صدقة السر، و قال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: "و رجل تصدق بصدقة فأخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه"، و قوله تعالى: ﴿إِنْ تَبَدُّوا الصَّدَقَاتِ فَنَعَّمَا هِيَ، و إِنْ تَخْفَوْهَا وَ تُؤْتَوْهَا الْفُقَرَاءَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ، و يَكْفُرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ، و الله بما تعملون خبير﴾ (البقرة: ۲۷۱) (كتاب الزكاة: ۱/ ۱۹۱، قديمي)

و فی الصحیح لمسلم: "عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "سبعة يُظْلَمُ الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله" الحديث وفيه: "و رجل تصدق بصدقة، فأخفاها حتى لا تعلم يمينه ما تنفق شماله". (كتاب الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة: ۱/ ۲۳۱، قديمي)

(۲) فی صحیح البخاری: "باب الرياء في الصدقة، لقوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ، و لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (البقرة: ۲۶۴) (كتاب الزكاة: ۱/ ۱۸۹، قديمي)

"قال النبي صلى الله عليه وسلم: من سمع سمع الله به، و من يراء يراء الله به". (صحیح البخاری، كتاب الرقاق، باب الرياء و السمعة: ۲/ ۹۶۲) (ابن ماجه، باب الرياء و السمعة، كتاب الزهد، ص: ۳۱۰، قديمي)

(۳) (تقدم تخريجہ من رد المحتار، باب صلوة الجنائز: ۲/ ۲۴۰، و ۶/ ۶۶۵ سعید، تحت عنوان: "ایصال ثواب کے لئے دن کا تعین")

(۴) (تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، كتاب الإجارة: ۱/ ۱۳۹، مطبعة ميمنية، مصر)

(۵) (لم أطلع على هذا الكتاب)

(۶) "و أما إصلاح أهل الميت طعاماً، و جمع الناس عليه، فلم ينقل فيه شيء، و هو بدعة غير مستحب، و ينبغي أن يكون التلبينة من أهم ذلك، لما ورد أنها تذهب الحزن". (المدخل لابن امير حاج:

۲۸۸/۳، مصطفى البابي مصر)